بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہنامہ انوارِ مدینہ

شمارہ : ۴	جمادی الثانی ۱۴۳۴ھ / اپریل ۲۰۱۳ء	جلد : ۲۱

سیّد مسعود میاں	سیّد محمود میاں
نائب مُدیر	مُدیر اعلیٰ

بدلِ اشتراک

پاکستان فی پرچہ 25 روپے......سالانہ 300 روپے

سعودی عرب، متحدہ عرب امارات.....سالانہ 50 ریال

بھارت، بنگلہ دیش .... سالانہ 13 امریکی ڈالر

برطانیہ، اَفریقہ .... سالانہ 13 ڈالر

اَمریکہ .... سالانہ 16 ڈالر

جامعہ مدنیہ جدید کی ویب سائٹ اور اِی میل ایڈریس

www.jamiamadniajadeed.org

E-mail: jmj786_56@hotmail.com

ترسیلِ زر و رابطہ کے لیے

دفتر ''اَنوارِ مدینہ'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

اَکاؤنٹ نمبر اَنوارِ مدینہ 2-7914-100-020-0954

مسلم کمرشل بنک کریم پارک برانچ راوی روڈ لاہور (آن لائن)

رابطہ نمبر: 042-37726702,03334249302

جامعہ مدنیہ جدید (فیکس) : 042 - 35330311

خانقاہِ حامدیہ : 042 - 35330310

فون/فیکس : 042 - 37703662

موبائل : 0333 - 4249301

مولانا سیّد رشید میاں صاحب طابع و ناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ ''اَنوارِ مدینہ'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور سے شائع کیا

اس شمارے میں

حرفِ آغاز		۳
درسِ حدیث	حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب	۸
جہاد کی اِبتداء، مقاصدِ جہاد اور اُسکی غایت "جنگ" اور "جہاد" میں فرق	حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب	۱۷
اَنفاسِ قدسیہ	حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب	۲۵
پردہ کے اَحکام	حضرت مولانا محمد اَشرف علی صاحب تھانوی	۳۱
سیرت خلفائے راشدین	حضرت مولانا عبدالشکور صاحب فاروقی لکھنوی	۳۴
قرآنِ مجید کی عظمت وحفاظت اَور.........	شیخ التفسیر حضرت علامہ شمس الحق صاحب اَفغانی	۳۷
گلدستۂ اَحادیث	حضرت مولانا نعیم الدین صاحب	۴۳
اِستخارہ.......متعلقات و مسائل	حضرت مولانا مفتی محمود زُبیر صاحب قاسمی	۴۸
تقریظ وتنقید	حضرت مولانا نعیم الدین صاحب	۵۸
اَخبار الجامعہ	جناب مولانا اِنعام اللہ صاحب	۶۲

مخیّر حضرات سے اَپیل

جامعہ مدنیہ جدید میں بحمد اللہ چار منزلہ دارُالاقامہ (ہوسٹل) کی تعمیر شروع ہو چکی ہے پہلی منزل پر ڈھائی کروڑ روپے کی لاگت کا تخمینہ ہے، مخیّر حضرات کو اِس کارِ خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی دعوت دی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ (اِدارہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّابَعْدُ !

شادی بیاہ کا عمل ہر معاشرہ کا اہم حصہ ہے اِسلام نے اِس کی اہمیت اَور ہر خاص و عام کی ضرورت کو سامنے رکھتے ہوئے اِس کو بہت سستا اَور سہل کرنے پر زور دیا ہے کیونکہ نکاح جتنا آسان ہوگا گناہ اُتنا ہی مشکل ہوتا چلا جائے گا اَور اِس میں جتنی مشکلات پیدا کی جائیں گی گناہ کے دَروازے اُسی قدر کھلتے چلے جائیں گے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ :

اِنَّ اَعْظَمَ النِّکَاحِ بَرَکَۃً اَیْسَرُہٗ مُؤْنَۃً .(مشکوۃ رقم الحدیث:۳۰۹۷)

''برکت میں سب سے بڑھ کر وہ نکاح ہے جو (مہر و دیگر اَخراجات کی) مشقت میں سب سے ہلکا ہو۔''

ایک جگہ اِرشاد فرمایا :

تُنْکَحُ الْمَرْأَۃُ لِاَرْبَعٍ :لِمَالِھَا وَ لِحَسَبِھَا وَلِجَمَالِھَا وَ لِدِیْنِھَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّیْنِ تَرِبَتْ یَدَاکَ. (مشکوۃ شریف رقم الحدیث:۳۰۸۲)

''عورت سے نکاح چار وجوہات کی بنا پر کیا جاتا ہے اُس کے مال اَور اُس کے حسب اَور اُس کے حسن اَور اُس کے دین کی وجہ سے، تم دیندار کو اِختیار کر کے کامیاب ہو جاؤ۔''

ایک اَور جگہ اِرشاد فرمایا :

اَلدُّنْیَا کُلُّھَا مَتَاعٌ وَخَیْرُ مَتَاعِ الدُّنْیَا الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ. (مشکوة : ۳۰۸۳)

''ساری دُنیا زائل ہو جانے والا (عارضی) سامان ہے اَور دُنیا کی متاع میں بہترین (چیز) صالحہ عورت ہے۔''

ایک اِرشاد میں فرمایا :

اِذَا خَطَبَ اِلَیْکُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ دِیْنَہٗ وَخُلُقَہٗ فَزَوِّجُوْہُ اِنْ لَّا تَفْعَلُوْہُ تَکُنْ فِتْنَةٌ فِی الْاَرْضِ وَفَسَادٌ عَرِیْضٌ. (مشکوة شریف رقم الحدیث : ۳۰۹۰)

''جب ایسے آدمی کی طرف سے تمہارے ہاں پیغامِ نکاح آئے کہ اُس کا دین اَور اُس کا اَخلاق تم کو بھاتا ہو تو اُس سے (لڑکی کی) شادی کرادو۔ اگر تم ایسا نہ کروگے تو زمین پر بہت فتنہ اَور بڑا فساد پھیل جائے گا۔''

اِن اِرشادات میں جو ہدایات ذکر کی گئی ہیں اِن میں خیر ہی خیر ہے اَور اِن کی اِفادیت سے کوئی اِنکار نہیں کر سکتا۔

کچھ ہدایات ایسی بھی ہیں کہ بعض حالات میں اَگر اُن پر عمل کر لیا جائے تو مستقبل میں کسی ناخوشگوار صورتِ حال کے پیش آنے کے اِمکانات کم سے کم ہو کر رشتۂ اَزدواج کا اِستحکام دائمی ہو جاتا ہے۔

چنانچہ حدیث شریف میں آتا ہے :

جَاءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ اِنِّیْ تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً مِّنَ الْاَنْصَارِ قَالَ : فَانْظُرْ اِلَیْھَا فَاِنَّ فِیْ اَعْیُنِ الْاَنْصَارِ شَیْئًا. (مشکوة : رقم الحدیث ۳۰۹۸)

''حضرت اَبوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک صاحب نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اَور عرض کیا کہ میں اَنصار کی خاتون سے شادی کا اِرادہ رکھتا ہوں۔ آپ نے اِرشاد فرمایا کہ اِس کو (ایک نظر) دیکھ لو کیونکہ اَنصار کی آنکھوں میں کچھ (اَوپرا پن) ہوتا ہے۔''

ایک جگہ یہ اِرشاد فرمایا :

اِذَا خَطَبَ اَحَدُکُمُ الْمَرْأَةَ فَاِنِ اسْتَطَاعَ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی مَا یَدْعُوْهُ اِلٰی نِکَاحِهَا فَلْیَفْعَلْ. (مشکوۃ شریف رقم الحدیث: ۳۱۰۶)

''جب تم میں سے کوئی عورت کے لیے پیغامِ نکاح بھیجنے لگے تو اَگر بس میں ہو کہ نکاح کے دواعی پر (سرسری) نظر پڑ جائے تو وہ (شخص) ایسا کرلے۔''

عَنِ الْمُغِیْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ خَطَبْتُ امْرَأَةً فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : هَلْ نَظَرْتَ اِلَیْهَا قُلْتُ : لَا ، قَالَ : فَانْظُرْ اِلَیْهَا فَاِنَّهٗ اَحْرٰی اَنْ یُّؤْدَمَ بَیْنَکُمَا.

(مشکوۃ شریف رقم الحدیث: ۳۱۰۷)

''حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک عورت کی طرف پیغامِ نکاح بھیجا تو مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم نے اُسے دیکھا ہے میں نے عرض کیا کہ نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اُس کی طرف دیکھ لو کیونکہ یہ تم دونوں کے دَرمیان زیادہ اُلفت کا باعث ہوگا۔''

اِن اَحادیث کی روشنی میں صرف لڑکے کو شادی سے پہلے ایک نظر لڑکی پر ڈالنے کی اِجازت معلوم ہو رہی ہے۔ اَگر لڑکے کی یہ خواہش ہو تو اُس کو پورا کرایا جا سکتا ہے مگر تنہائی میں لمبی مجلس کی گپ شپ اَور اَنڈر سٹینڈنگ (understanding) جیسی مغربی آوارگی کو نہ تو ہمارا مذہب شائستگی کی نظر سے دیکھتا ہے اَور نہ ہی ہماری روایات۔ آج کل مزید یہ بات بھی بہت سننے میں آرہی ہے کہ لڑکے کے والد، دادا، نانا، بھائی، چچا یا ماموں بھی دیکھنے کے اُمیدواروں میں شامل ہو چکے ہیں اَور

اِس کو اَپنا جائز حق جانتے ہوئے لڑکی والوں سے پُرزور مطالبہ کرتے ہیں حالانکہ اُن کا ایسا مطالبہ کرنا بالکل ناجائز اَور غیر شریفانہ ہے، اِس میں لڑکی اَور لڑکی والوں کی بہت بے عزتی ہے نیز لڑکی کی بھیڑ بکریوں کی طرح اِس قسم کی نمائش سے ''عورت ذات'' کے جذبات کی پامالی بھی ہوتی ہے اَور یوں معلوم ہوتا ہے کہ جیسے قربانی کی گائے خریدنے کے لیے جارہے ہیں، کبھی اُس کی کاٹھی ناپی جاتی ہے کبھی قد، کوئی آنکھوں میں جھانک رہا ہے تو کوئی دانت، کوئی چال ڈھال پر نظر رکھے ہوئے ہے تو کوئی رنگ پر، عورت ذات کی ایسی پامالی کا دَستور کافروں میں بھی نہیں ہے۔

یہ ماں کے رُوپ میں ہو یا بیٹی و بہن کے رُوپ میں ہر حال میں اِسلام نے اِس کو عزت و شرف سے نوازا ہے۔

نکاح کے لیے صرف لڑکے کو تو اِس کی اِجازت دی گئی ہے باقی کسی کو نہیں، لڑکے کو چاہیے کہ وہ اِس قسم کی واہیات خواہش رکھنے والے اَپنے رشتہ داروں پر سختی سے واضح کردے کہ ایسا نہیں ہوسکتا اِیمانی اَور مردانہ غیرت کا بھی یہی تقاضہ ہے۔

ہر مرد تھوڑی دیر کے لیے یہ سوچ لے کہ اُس کی بھی بہن، بیٹی، بھانجی اَور بھتیجی ہیں اَگر اُن کی بھی اِس طرح کی نمائش کا مطالبہ کیا جائے تو اُس کے اَپنے دِل پر اَور خود اِن لڑکیوں کے دِل و دماغ پر کیا گزرے گی اَور اِس طرح دو چار بار ہو جائے اَور دیکھنے والے ہر بار مسترد کر جائیں تو لڑکیاں نفسیاتی مریض بن جاتی ہیں اَور پورا خاندان اِحساسِ کمتری کا شکار ہو کر رہ جاتا ہے، صرف اَپنے جذبات اَور خواہشات پر نظر رکھنا اَور دُوسروں کے حق میں بے حس ہوجانا شریفوں کا شیوا نہیں ہے۔

اَور ایسا مشاہدہ تو کئی بار ہوا ہے کہ جن خاندانوں نے دُوسرے خاندانوں کی بیٹیوں کے ساتھ ایسا سلوک کیا ہے اَب وہ خود ایسی ہی صورتِ حال سے دوچار ہیں کہ جیسے ان کے دِل پر نشتر چل رہے ہوں اِسی کو مکافاتِ عمل کہا جاتا ہے خدا کی بے آواز لاٹھی دوہری دَھار کے خنجر سے زیادہ کاری ضرب مارتی ہے .... وہاں دیر تو ہے مگر اَندھیر نہیں ہے۔

ہونا یہ چاہیے کہ اگر لڑکا لڑکی کو ایک نظر دیکھنا چاہتا ہے تو اَپنے خاندان کی مستورات کی مدد سے لڑکی اَور لڑکے والوں کے علم میں لائے بغیر باعزت اَور شریفانہ اَنداز میں دیکھ لے اَور بس۔ اَور اَگر لڑکی والوں کے علم میں لانا بھی پڑے تو لڑکی کے علم میں ہرگز نہ آئے تاکہ رشتہ نہ ہونے کی صورت میں لڑکی کے لیے ذہنی اَذیت کی وجہ سے نفسیاتی اُلجھنیں پیدا نہ ہوں۔

اَحادیثِ مبارکہ میں بھی جناب ِرسول اللہ ﷺ کے اِرشادات سے اِن رموز اَور حکمتوں کی طرف واضح اِشارے مِل رہے ہیں، اللہ تعالیٰ عمل اَور سمجھ کی توفیق عطا فرمائے۔

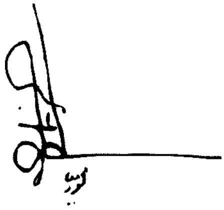

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی اُمور

(۱) زیرِ تعمیر مسجد حامدؒ کی تکمیل

(۲) طلباء کے لیے مجوزہ دَارالاقامہ (ہوسٹل) اَور درسگاہیں

(۳) اَساتذہ اَور عملہ کے لیے رہائش گاہیں

(۴) کتب خانہ اَور کتابیں

(۵) زیرِ تعمیر پانی کی ٹنکی کی تکمیل

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اَجر ہے۔

مولای صل وسلم دائما ابدا ۔ درسِ حدیث ۔ علی حبیبک خیر الخلق کلھم

حضرتِ اَقدس پیرو مرشد مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''اَنوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اَور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے۔ اَللہ تعالیٰ حضرتِ اَقدسؒ کے اِس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے۔ (آمین)

صرف عقل پر اِنحصار گمراہی ہے۔ عقل پرستی کی وجہ سے سرسیّد بھی گمراہ ہوگئے

کمیونسٹوں اَور عقل پرستوں کے دلائل خود اِن کے خلاف جاتے ہیں

جنت یا دوزخ واجب کرنے والی چیزیں

﴿ تخریج و تزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

(کیسٹ نمبر 73 سائیڈ B 1987 - 08 - 02)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا مَفَاتِیْحُ الْجَنَّۃِ شَہَادَۃُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ جنت کی کنجیاں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی شہادت میں ہے اَور کہیں اَور کلمات بھی آئے ہیں اِس میں یہ ہے کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مِفْتَاحُ الْجَنَّۃِ یہ جنت کی کنجی ہے یہ بھی اِرشاد فرمایا مَنْ شَہِدَ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰہُ یا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہُ حَرَّمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ النَّارَ [1] اللہ تعالیٰ اُس پر آگ حرام کردیتے ہیں۔

اِرشاد فرمایا کہ ثِنْتَانِ مُوْجِبَتَانِ دو چیزیں ایسی ہیں جو لازمی کر ڈالتی ہیں ایک صحابی نے دریافت کیا کہ مَا الْمُوْجِبَتَانِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہُ وہ کونسی ہیں ؟

[1] مشکوۃ کتاب الایمان رقم الحدیث ۳۶ و مسلم شریف کتاب الایمان رقم الحدیث ۱۴۲

اِرشاد فرمایا کہ مَنْ مَّاتَ یُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ جو آدمی اللہ کے ساتھ شریک مانتا ہوا مرا وہ آگ میں جائے گا تو گویا واجب ہوگئی آگ۔

وَمَنْ مَّاتَ لَا یُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ [1] اَور جس کی موت اِس طرح ہو کہ اللہ کے ساتھ کسی کو ''شریک'' نہیں کر رہا نہ ''صفات'' میں نہ ''ذات'' میں وہ نہ خدا مان رہا ہے کسی اَور کو، نہ خدا جیسی صفت کسی کی مان رہا ہے تو دَخَلَ الْجَنَّةَ وہ جنت میں جائے گا اُس کے لیے جنت واجب ہوگئی۔

اللہ کسی چیز کا پابند نہیں :

تو اللہ تعالیٰ پر واجب تو کچھ بھی نہیں ہوتا کیونکہ سب کچھ اُس کا ہے اَور جب سب چیزیں اَپنی ہوں تو پھر آپ کے ذمہ کوئی چیز واجب نہیں، آپ کا قلم ہے دِل چاہے آپ جیب میں رکھیں اَور دِل چاہے قلمدان میں رکھیں، نہ جیب میں رکھنا واجب ہے نہ قلمدان میں رکھنا واجب ہے اَور دِل چاہے لکھیں اَور دِل چاہے بند کر کے رکھ دیں، دِل چاہے روشنائی بھریں اَور نہ دِل چاہے تو دھو کر رکھ دیں اُسکو تو اَپنی چیز میں کوئی چیز واجب نہیں ہوتی اَپنی مرضی چلتی ہے۔

پھر ''واجب'' کا مطلب ؟ :

لیکن اللہ کا یہ اِحسان ہے اُس نے یہ کلمات اِستعمال فرمانے کی اِجازت دی کہ میرے ذمہ یہ ہے میرا وعدہ یہ ہے مجھ پر یہ واجب ہے یہ کلمات اِستعمال کرنے کی اِجازت دی اُس نے، یہ اُس کا کرم ہے رہا وجوب ! وجوب نہیں ہے۔

صرف عقل پر اِنحصار گمراہی ہے :

ایک فرقہ پیدا ہوگیا جو منطقی اَور فلسفیوں کا تھا ''معتزلہ'' وہ کہلاتے ہیں عقل کو زیادہ مانتے ہیں وہی آج تک چلا آرہا ہے یہ چکڑالوی، پرویزی اَور اِس طرح کے جو طبقے ہیں یہ سب معتزلہ والے ہیں کہ جو بات عقل میں آتی ہے وہ مانتے ہیں جو سمجھ میں نہ آئے نہیں مانتے۔ اُس میں معجزات کا اِنکار لازم

---

[1] مشکوۃ کتاب الایمان رقم الحدیث ۳۸ و مسلم شریف کتاب الایمان رقم الحدیث ۲۶۹

آجاتا ہے کیونکہ وہ سمجھ کی چیز ہی نہیں، معجزہ کہتے ہی اُس کو ہیں کہ جو خرقِ عادت ہو عادتًا ایسے نہیں ہوتا مگر پیش آگیا تو وہ معجزہ ہوگیا کہ جس کے لانے سے دُوسرا عاجز ہو جس قسم کی چیز لانے سے دُوسرا عاجز ہو یہ نبی کی ہوتی ہے تو نبی سے جو کرامت کی قسم کی چیز ظاہر ہو اُس کو ''معجزہ'' کہتے ہیں، نبی کے علاوہ کسی سے ایسی چیز ظاہر ہوجائے اُسے ''کرامت'' کہتے ہیں۔

صحابہ رض کی کرامت :

حضرت اُسید ابن حُضیر رضی اللہ عنہ اَور ایک اَور صحابی رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے رہے اَور دیر ہوگئی رات تھی اَندھیری تو چھڑی یا لاٹھی رکھی جاتی ہے دیہات میں بھی ویسے بھی حفاظت کے طور پر، بس وہ چھڑیاں اُن کے پاس تھیں کتے سے جانور سے یا اَور کسی چیز سے بچاؤ کے لیے، وہ وہاں سے روانہ ہوئے تو ایک چھڑی روشن ہوگئی اَور اُس سے روشنی چلتی رہی، آگے چل کر راستہ اَلگ اَلگ ہوگیا دونوں کا ایسی جگہ آگئے تو جہاں راستہ اَلگ اَلگ ہوا وہاں دُوسری چھڑی میں بھی روشنی پیدا ہوگئی۔ اِنہوں نے آقائے نامدار ﷺ سے ذکر کیا۔

''کرامت'' اَور ''اِستدراج'' میں فرق :

تو ایسی چیز جو کسی متبعِ سنت سے ظاہر ہو اُس کو ''کرامت'' کہتے ہیں اَگر وہ اتباعِ سنت اَور اتباعِ شریعت نہیں کر رہا اَور اُس سے اِس قسم کی چیز ظاہر ہوجائے وہ کرامت نہیں کہلاتی اُس کا نام ''اِستدراج'' ہے اَور وہ بہت ترقی بھی نہیں کرسکتا ہے، رُوحانی ترقی تو بالکل مسدود ہوجاتی ہے تماشوں میں لگ جاتا ہے کسی کو یہ دِکھایا کسی کو وہ دِکھایا۔

سرسیّد عالم تھے مگر گمراہ ہوگئے :

اَور خرقِ عادت کی بات میں کر رہا تھا کہ ایک طبقہ ایسا ہے کہ جو خرقِ عادت چیزیں مانتا ہی نہیں اُن کا اِنکار کردیتے ہیں کہ یہ باتیں غلط ہیں حالانکہ وہ قرآن میں آگئیں اَور قرآنِ پاک میں آئی ہوئی چیز کا اِنکار کیسے ہو ؟ تو قرآنِ پاک میں آئی ہوئی چیزوں میں اُنہوں نے ترجمے میں ردّ و بدل کردیا یہی

سر سیّد[1] ہیں جو علی گڑھ یونیورسٹی کے ہیں بہت صلاحیتیں تھیں اِن میں ذہنی لیکن بھٹک گئے عالِم بھی اچھے تھے بڑے اَساتذہ سے پڑھا ہے تو اَنگریز کا اَور کچھ مادّیت کا ایسا اَثر اُنہوں نے قبول کیا کہ بالکل مادّیت کی طرف آگئے اَسباب (ظاہریہ) کی طرف آگئے (اَور باطنی اَسباب کا اِنکار کر دیا) کہ یہ بات ہوگی تو یہ ہوگا جیسے کوئی کہے دَوا ہوگی تو شفا ہوگی یہ بالکل مادّیت کی طرف (میلان ہوگیا) حالانکہ شفا جو ہے وہ اللہ دیتا ہے بلا دَوا کے بھی ہوجاتی ہے اَور لوگ مایوس ہوجاتے ہیں مگر وہ ٹھیک ہو کر بیٹھ جاتا ہے بالکل، لوگ نہلا دیتے ہیں کفنا دیتے ہیں اَور وہ ٹھیک ہو کر پھر ٹھیک ٹھاک بیٹھ جاتا ہے تو حیات اَور موت اَور صحت اَور مرض ساری چیزیں خدا کے اِختیار میں ہیں مگر وہ (عقل پرست) ہر چیز کا کوئی ایک سبب نکالتے ہیں۔

عقل پرستی کا نقصان، تفسیر میں ردّو بدل :

اَور جہاں جہاں ایسی چیزیں قرآنِ پاک میں بھی آئی ہوئی ہیں اُن کے بھی ترجمے میں ردّو بدل کرنا پڑا اِن (سر سیّد) کو، اِنہوں نے ایک تفسیر بھی لکھی ہے اُردو میں مضامین لکھے ہیں ''مقالاتِ اَحمدیہ'' کے نام سے بہت جلدوں میں سولہ سترہ جلدوں میں ہے بڑے فاضلانہ مضامین ہیں اُردو ہے بڑی صاف، اُس دَور میں ایسی صاف اُردو ! یا تو کسی نے بعد میں ٹھیک کی ہے حوالے بھی ہیں اُس میں مگر سب میں توڑ مروڑ توڑ مروڑ تو ایک عام آدمی پڑھنے والا تو ویسے ہی بہک جائے گا کہ حوالے سے لکھی ہے بات لیکن اَگر کوئی اِتنی معلومات رکھتا ہو کہ وہ اُن حوالوں کی جگہ کو بھی دیکھ لے کہ کہاں کا حوالہ دیا ہے وہ پھر سمجھ جائے گا کہ یہاں اِس نے یہ غلطی کی ہے قصدًا اَور فلاں حصے کو اِس نے چھپالیا ہے۔

حضرت موسٰی علیہ السلام کا معجزہ، عقل پرست سر سیّد کی من گھڑت :

حضرت موسٰی علیہ السلام کا معجزہ قرآنِ پاک میں آتا ہے ﴿ وَاِذِ اسْتَسْقٰی مُوْسٰی لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِعَصَاكَ الْحَجَرَ ﴾ جب موسٰی علیہ السلام نے اَپنی قوم کے لیے پانی چاہا تو ہم نے کہا

[1] غاصب اَنگریز نے اپنی وفاداری کے صلہ میں اِن کو ''سر'' کے لقب سے نوازا تھا۔ محمود میاں غفرلہٗ

کہ اَپنی لاٹھی پتھر پر مارو﴿ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ﴾ اِس عمل سے اُن کے ایسے ہوا کہ پتھر میں سے بارہ چشمے جاری ہوئے تو اِس ﴿ اِضْرِبْ بِعَصَاكَ الْحَجَرْ ﴾ کا ترجمہ اُنہوں نے بدل ڈالا اَور کہا کہ

اَپنی لاٹھی ٹیک کر'' پہاڑ'' پر چڑھ جاؤ (بجائے) پتھر پر چڑھ جاؤ (کے)'' حَجَرْ'' کا لفظ ہے حَجَرْ تو پتھر کو کہتے ہیں '' جَبَلْ '' کا لفظ نہیں ہے جَبَلْ کہتے ہیں پہاڑ کو مگر اُنہوں نے ترجمہ کرڈالا یہی کہ اپنی لاٹھی ٹیک کر پہاڑ پر چڑھ جاؤ۔

جب وہاں چڑھے تو وہاں نظر آیا جیسے پرلی طرف دیکھا ہو کہ بارہ چشمے بہہ رہے ہیں، یہ تصرف تبدیلی تحریف کرنی پڑی اُنہیں کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ جو چیز عقل میں آتی ہے وہ مانیں گے باقی جو عقل میں نہیں آتی تو نہیں مانیں گے، بہت چیزوں کا اِنکار، جنت جہنم کے وجود کا اِنکار، عذابِ قبر کا اِنکار اَور پل صراط کا اِنکار، ایک دو چیز کا نہیں بہت چیزوں کا اِنکار اُنہوں نے کر دیا، یہ سب کہلاتے ہیں معتزلہ، (تو تیرہ سو سال پہلے) سے جو (عقل پرستوں کا) سلسلہ شروع ہوا ہے تو آج تک چلا آرہا ہے یہ سلسلہ۔ [1]

اہلِ سنت کا عقیدہ :

تو ایسے ہوا کہ اُن (فلسفیوں) نے یہ کہا ہے کہ جب اِنسان اِطاعت کرتا ہے تو اللہ کے ذمہ اُس کا بدلہ دینا واجب ہے۔ ہمارے نزدیک واجب نہیں ہے یعنی اہلِ سنت، اہلِ سنت میں سارے آتے ہیں حنفی بھی آتے ہیں، شافعی بھی آتے ہیں، مالکی بھی آتے ہیں، حنبلی بھی آتے ہیں یہ سب اہلِ سنت کہتے ہیں کہ واجب اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز نہیں ہے اَپنے فضل سے اُس نے واجب کر رکھی ہے، واجب فرمادے تو اُس کا فضل ہے یہ، مگر یہ لوگ کہتے ہیں کہ اللہ پر واجب ہے۔

تو حدیث شریف میں آیا ہے کہ دو چیزیں ایسی ہیں کہ جو واجب کر دیتی ہیں، ایک چیز جہنم کو اَور ایک چیز جنت کو، جہنم کو شرک اللہ کی ذات یا صفات میں اَور دُوسرا اللہ تعالیٰ کو ایک ماننا۔

---

[1] ''عقل پرستی'' ہزاروں برس پرانی دماغی بیماری ہے، اَنبیاء کی پیروی سے یہ بیماری چلی جاتی ہے۔ محمود میاں غفرلہٗ

اللہ کے منکر مادّہ پرستوں کے دلائل میں ٹکراؤ ہے :

میں یہ ذکر کر رہا تھا کہ جو''خدا'' کو نہیں مانتے ''مادّے'' کو مانتے ہیں اُن میں تضاد بھی پایا جاتا ہے آپ اَگر غور کریں وہ کہتے ہیں کہ کوئی چیز بلاسبب نہیں ہوتی بلکہ وہ خدا کی نفی پر جو سبق پڑھاتے ہیں سکولوں میں وہ اِس طرح کہ بھوکا رکھتے ہیں کہتے ہیں اللہ سے کہو کہ وہ دے دے، مطلب یہ ہے کہ خدا تو نہیں دیتا تم کرو گے تو ملے گا، اِس طرح سے لاتے ہیں ذہن کو، تو چائے آجائے یہ کبھی نہیں ہوگا بناؤ گے پکاؤ گے پھر آئے گی اِسی طرح اِرادہ کرو اَور خود بخود ہنڈیا پک جائے یہ بھی نہیں ہوتا بہت کچھ کرنا پڑتا ہے پھر تیار ہوتی ہے تو خود بخود کچھ بھی نہیں ہوتا وہ یہ کہتے ہیں۔ اَور جتنی بھی چیزیں ایسی (مادّی اَور محسوسات کی سی) ہیں (اُن میں) نظر آتا ہے کہ واقعی خود بخود کچھ بھی نہیں ہوتا۔

تو ایک طرف تو اُن کا یہ پورا زور ہے کہ خود بخود کچھ بھی نہیں ہوتا بلکہ اِنسان کرتا ہے تو ہوتا ہے اَور دُوسری طرف (اُن سے پوچھیں) کہ بھائی یہ عالم کیسے چل رہا ہے ! ساری دُنیا یہ کیسے چل رہی ہے ؟ بارش ہونا، پودوں کا پیدا ہونا اَور یہ اَور وہ تمام چیزیں، آپ نے تو کھانا کھایا اَور سو گئے اَور صبح کو اُٹھے تو بھوک لگی ہوئی تھی تو یہ جو ہضم ہو گیا تھا یہ سب کیسے ہو گیا ! تو یہ تمام جو چیزیں نظروں سے غائب ہیں اَور عمل میں آرہی ہیں وہ کھانا جو کھایا تھا وہ گیا کہاں ؟ وہ تو رہنا چاہیے جب کھالیا ایک دفعہ تو پھر رہنا چاہیے فنا کیسے ہو گیا وہ ؟ تو فنا کا عمل ویسے جاری ہے ہر وقت اِسی لیے دوبارہ کھانا پڑتا ہے، فنا کا عمل جاری ہے تو پانی پینا پڑتا ہے جو زائد ہوتا ہے وہ خارج ہو جاتا ہے ورنہ جزوِ بدن بن جاتا ہے اَور جزوِ بدن بن کر پھر رہنا چاہیے اُسے یہ بھی نہیں ! وہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ فنا ہو رہا ہے۔

تو یہ جو چیزیں ہیں اِس طرف اُن کے ذہن نہیں جاتے، اُن سے پوچھو یہ عالم کیسے چل رہا ہے یہ سورج چاند کا نظام بہت باقاعدہ بہت حساب سے اِتنے حساب سے ہے کہ ہماری بھی سمجھ میں وہ آنے لگا ہے یعنی اِنسانوں کی، چنانچہ پیشگوئی کر دیتے ہیں کہ چاند گرہن ہوگا فلاں وقت سے فلاں وقت تک، سورج گرہن ہوگا فلاں فلاں ملک میں نظر نہیں آئے گا اَور اِس وقت سے اِس وقت تک ہوگا۔

تو معلوم ہوا کہ یہ سب چیزیں حساب سے چل رہی ہیں اِن کو چلانے والا کون ہے اِس کو وہ نہیں مانتے۔ اَرے بھئی اِدھر تو تم کہتے ہو کہ ایک پیالی چائے بن کر نہیں آسکتی بغیر سبب کے، بغیر تمہارے کچھ کیے اَور اُدھر کہتے ہو کہ سب کچھ خود بخود ہو رہا ہے ، تضاد ہو گیا نا ٹکراؤ ہو گیا نا ! وہاں بھی کہو کہ سبب ہے اَور وہ سبب کیا ہے ؟ اُس کو وہ ''فطرت'' کہہ لیں کچھ کہہ لیں۔

ہم اُس کو کہتے ہیں ''اللہ تعالیٰ کی ذاتِ پاک'' اَور ''بہت بڑی ذات ہے لامحدود''۔

اَور وہ کہتے ہیں کہ ''بہت بڑی مخلوق ہے لامحدود''

کیونکہ اُن کی جہاں تک نظر پہنچی ہے وہ بہت دَراز فاصلہ ہے وہاں تک روشنی بھی نہیں پہنچ سکتی روشنی کو بھی لاکھوں سال چاہئیں حالانکہ بہت بڑی رفتار ہے روشنی کی۔

تو اللہ تعالیٰ نے اِسی لیے ہر اِنسان کے ذمہ کر دیا کہ وہ خدا کو تو مانے جب وہ دیکھتا ہے کہ میں کھا رہا ہوں پی رہا ہوں میں یہ کر رہا ہوں وہ کر رہا ہوں اَور فلاں چیزیں پیدا ہو رہی ہیں اَور خود بخود ہو رہی ہیں تو اُس کا ذہن جانا چاہیے کہ کوئی خالق ہے اَور ٹکراؤ نہیں ہے آگ اَور پانی کا کہ یہ تو پیدا کر رہا ہے سبزہ اَور دُوسرا اُسے آگ لگا رہا ہے کیونکہ دو خدا تو نہیں ہیں لہٰذا سبزہ پیدا فرما رہا ہے سبزہ ہو رہا ہے اَور جب خشک سالی ہو رہی ہے تو خشک سالی ہی چل رہی ہے تو وہ جو نظام چاہتا ہے وہ چلتا ہے اَور وہ سب دیکھتے ہیں، کوئی ٹکراؤ نہیں ہے کہ ایک پودا آپ نے لگایا وہ اچھا خاصا ہو گیا دُوسرا کوئی آیا اُس نے جلا دیا تو خیال ہو کہ ہاں بھئی کوئی دو (خدا) ہیں تصرف کرنے والے، یہ بات نہیں ہے۔

تو اللہ تعالیٰ ایک ہے فرماتے ہیں کہ ﴿ لَوْ كَانَ فِيْهِمَا اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ ﴾ اَگر زمین اَور آسمان میں معبود ہوتے سوائے خدا کے کوئی اَور ہوتے ﴿ لَفَسَدَتَا ﴾ تو اِن میں فساد آگیا ہوتا یہ گڑبڑ ہو گئے ہوتے ٹکراؤ ہو جاتا ٹکراؤ خود بخود ہوتا ہے تو یہ بات ہے ہی نہیں، معلوم ہوا خدا ایک ہے اُس کی ذات ایک ہے۔

کمیونسٹوں کے دلائل خود اُن کے خلاف پڑتے ہیں :

اَور یہ کمیونسٹوں کے دلائل خود اِن کی دلیل سے ٹوٹ جاتے ہیں کہ جب یہ کہتے ہیں کہ سب

کچھ سبب سے ہوتا ہے تو عالَم کیسے چل رہا ہے اُسے کیوں نہیں کہتے کہ سبب سے چل رہا ہے اُسے کیوں نہیں کہتے کہ کوئی چلانے والا ہے، مدبر ہے، تدبیر دیتا ہے، سورج جہاں سے پچھلے سال نکلا تھا اُسی جگہ سے آج نکلا ہے، کل نکلے گا اُسی جگہ سے، اِسی طرح غروب بھی۔ یہ باقاعدہ اِتنا مضبوط حساب ہے کہ جس کی اِنتہا تک اِنسان بڑی مشکل سے پہنچ سکتا ہے اُس میں بھی غلطی کر جاتے ہیں، چاند نظر نہیں آئے گا مگر آجاتا ہے نظر، یونیورسٹی والے کہہ دیتے ہیں موسمیات والے کہہ دیتے ہیں کسی حساب سے نظر نہیں آئے گا لیکن آجاتا ہے نظر تو حق تعالیٰ کی قدرت اَور (حسابی نظام) اُس کا اُس کے مطابق اِنسان نکالتا ہے تو اِنسان سے غلطی ہوتی ہے اَور اُس کے مطابق قواعد پھر نکالنے پڑتے ہیں کہ فلاں جگہ ہم سے غلطی ہوئی۔

تو اللہ تعالیٰ کی ذاتِ پاک کے ماننے کے سب مکلّف ہیں کیونکہ جس جس کو عقل دی ہے اُس کے پاس اللہ نے دو چیزیں رکھ دیں یعنی فرشتہ بھی ہے جو اُسے اِلہام کرتا ہے کہ تو غور کر یہ، اگر کہیں بالکل جنگل میں پیدا ہوا ہے بھیڑیے نے پالا ہے اُسے تو وہاں بھی وہ فرشتہ اُس کے ذہن میں ڈالے گا کہ خالق کی طرف توجہ کر غور کر اگر اُس نے نہیں کیا غور تو اُس کا قصور ہے، بھیجا جو گیا ہے اُسے تو دارُ الامتحان میں ہی بھیجا گیا ہے۔

(دُوسری چیز شیطان ہے جو برائی کی طرف اُس کو مائل کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہے)۔

''مُرجیہ'' ایک گمراہ فرقہ :

اَب دُوسری طرف ایک اَور فرقہ پیدا ہو گیا تھا وہ اِس بات سے گمراہ ہو گیا کہ جو اللہ کا کلمہ پڑھ لے تو اُس کے بعد جو چاہے کرتا رہے کسی چیز سے نقصان نہیں ہوگا۔ یہ فرقہ معتزلہ اَور خوارج کے بالکل مدِّ مقابل تھا، وہ اِس غلط فہمی میں پڑ گئے کہ جو ''توحید'' کا اِقرار کر لے ''رسالت'' کا اِقرار کر لے پھر وہ جو چاہے کرتا رہے تو اُسے نقصان نہیں ہوگا، یہ بھی غلط ہے (معتزلہ اَور خوارج کی طرح)۔

صحیح عقیدہ :

صحیح چیز وہ ہے جو اہلِ سنت کہتے ہیں کہ کلمہ بھی پڑھے خدا کو بھی ایک مانے بلا شریک کے صفات اَور ذات دونوں میں سے کسی میں کوئی شریک نہیں اُس کا اَور اَعمالِ صالحہ بھی کرے اَور خدا سے

اُس کی رحمت کی اُمید رکھے کہ میرے یہ عمل اُس کے یہاں قبول ہوگئے ہوں گے مجھے یہ اُمید ہے بے خوف نہ ہو کیونکہ وہ تو غنی ہے نہ قبول کرے تو کچھ بھی نہ قبول کرے اَور قبول فرمانا چاہے تو وہ رحیم ہے وہ تھوڑی سی چیز کو قبول فرمالے تھوڑی سی چیز کو بہت بڑا بنا دے تھوڑی سی چیز پہ سب کچھ معاف کردے تو وہ رحمتوں والا بھی ہے رؤف بھی ہے بخشنے والا ہے غفور بھی ہے عیبوں کو چھپانے والا ہے، غفور، غفار، ستار بہت صفات ہیں اُس کی تو بالکل بے خوف ہوجانا کلمہ پڑھ کر، یہ گمراہی ہے تو اہلِ سنت نے کہا کہ (توحید و رسالت کے عقیدے کے ساتھ) نیکیاں بھی کرے اَور پھر بھی خدا کی رحمت پر نظر رکھے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح عقائد پر قائم رکھے اَور اللہ تعالیٰ ہم سب کو اِیمان کے ساتھ دُنیا سے اُٹھائے اَور آخرت میں رسول اللہ ﷺ کا ساتھ نصیب فرمائے، آمین۔ اِختتامی دُعا............

مجموعہ مقالاتِ حامدیہ

قرآنیات

عالمِ ربانی محدثِ کبیر

حضرت مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بانی جامعہ مدنیہ جدید و خانقاہِ حامدیہ

و اَمیر مرکزیہ جمعیت علمائے اِسلام

نظر ثانی و عنوانات

شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب مدظلہم

باہتمام

خانقاہِ حامدیہ ۱۹ رکلومیٹر رائیونڈ روڈ لاہور

حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ کے ''مجموعہ مقالاتِ حامدیہ'' کا پہلا حصہ جو ''قرآنیات'' سے متعلق ہے شائع ہوکر مارکیٹ میں آچکا ہے، رعایتی قیمت : ۸۰ روپے

(رابطہ نمبر : 0333-4249-302)

علمی مضامین سلسلہ نمبر ۶۱

"اَلحامد ٹرسٹ" نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم خطوط اور مضامین کو سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جو تا حال طبع نہیں ہو سکے جبکہ ان کی نوع بنوع خصوصیات اس بات کی متقاضی ہیں کہ افادۂ عام کی خاطر اِن کو شائع کر دیا جائے۔ اسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد و اخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تاکہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہو جائیں۔ (اِدارہ)

جہاد کی اِبتداء، مقاصدِ جہاد اَور اُس کی غایت

"جنگ" اَور "جہاد" میں فرق

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

آج آپ حضرات سے بواسطہ تحریر مخاطب ہو رہا ہوں اَور اِس میں ایک فائدہ بھی پیشِ نظر ہے کہ تحریر کی اِفادیت تقریر سے زیادہ اَور دیرپا ہے اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اَور نافع بنائے۔

جس دَور سے ہم گزر رہے ہیں وہ نہایت پُر خطر ہے دُنیا بھر میں بے چینی پائی جا رہی ہے اَمن وسکون مفقود ہے۔ ترقی یافتہ ممالک ہوں یا ترقی پذیر، داخلی اُمور ہوں یا خارجی سب پُر خلل ہیں اُمیر ترین طبقہ ہو یا غریب سب بے سکونی کے شکار ہیں، فروغِ عقل و ترقی وبال بنی ہوئی ہے کیونکہ علم و عقل کا بے محل اِستعمال ہو رہا ہے جوہری طاقت کا رُخ تباہ کاری کی طرف ہے اَور قدم بقدم بڑھتا ہی جا رہا ہے۔

علم ہی ٹھہرا علم کا باغی   عقل ہی نکلی عقل کی دُشمن

آج دُنیا میں مادّی و اِقتصادی ترقی اَقوامِ عالم کا مقصود بن کر رہ گئی ہے اِنسانیت کی فلاح کسی کا مقصد نہیں رہا۔ اِسی محور پر صلح و جنگ اَور توسیع پسندی کی گردش چل رہی ہے بڑی طاقتوں کے عِفریت کرہ اَرضی اَور بنی نوعِ اِنسان کو اَپنا بازیچہ بنائے ہوئے ہیں۔ حقوق دِلانا، مدد کرنا، اِنصاف پسندی

سب نمائشی عنوانات ہیں جن کا مقصد مفاد پرستی کے سوا کچھ نہیں۔ اَفغانستان ہو یا اِسرائیل اِسی کے مظاہر ہیں، جب سے ہم نے آزادی میں قدم رکھا ہے یہی کچھ دیکھ رہے ہیں۔

؎ میں قفس میں تھا کہ سنا گیا کہ زمانہ ہے یہ بہار کا

یہ چمن میں آکے پتہ چلا کہ خزاں کا نام بہار ہے

اِسلام نے جو چیز بھی بتلائی ہے اُسے با مقصد بنایا ہے۔ آج کے دَور کی مناسبت سے ''جنگ'' اَور ''جہاد'' کا فرق دیکھ لیجیے۔ اَقوامِ عالَم کی جنگ میں ''نسل کُشی'' کی جاتی ہے جبکہ اِسلام میں یہ منع ہے۔ بوڑھوں، بچوں، عورتوں، بیماروں اَور معذوروں کو قتل نہیں کیا جا سکتا، مغلوب ہونے والی قوم کی عورتوں کو بے عصمت نہیں کیا جا سکتا اَور اِن سب سے (بڑھ کر) پہلے فلاحِ اِنسانیت کی خاطر اِسلام کی دعوت دینی ضروری ہے۔

''جہاد'' کی اِبتداء :

جنابِ رسالت مآب ﷺ مکہ مکرمہ میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی دعوت دیتے رہے حضرت اَبوسفیان رضی اللہ عنہ سے اُن کے زمانۂ کفر میں ہِرَقْلْ شاہِ رُوم نے سوال کیا کہ محمد (ﷺ) تم لوگوں کو کیا اَحکام بتلاتے ہیں ؟ تو اُنہوں نے جواب دیا تھا :

یَقُوْلُ اعْبُدُوا اللّٰہَ وَحْدَہٗ وَلَا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا وَّ اتْرُکُوْا مَا یَقُوْلُ آبَائُکُمْ وَیَأْمُرُنَا بِالصَّلٰوۃِ وَالصِّدْقِ وَالْعَفَافِ وَالصِّلَۃِ.[1]

''وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو جو یکتا ہے اَور اُس کے ساتھ بالکل کسی کو شریک نہ کرو اَور جو تمہارے باپ دادا کہتے ہیں وہ چھوڑ دو اَور ہمیں نماز، سچائی، پاکدامنی اَور صلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں۔''

بخاری شریف میں دُوسری روایت میں ہے کہ

وَیَأْمُرُنَا بِالصَّلٰوۃِ وَالصَّدَقَۃِ وَالْعَفَافِ وَالْوَفَاءِ بِالْعَھْدِ وَاَدَاءِ الْاَمَانَۃِ.[2]

---

[1] بخاری کتاب بدء الوحی رقم الحدیث ۷ [2] بخاری کتاب الجھاد رقم الحدیث ۲۹۴۱

'' آپ ہمیں نماز، خدا کی راہ میں خرچ کرنے ، پاکدامنی ،عہد پورا کرنے اَور اَمانت واپس دینے کے اَحکام بتلاتے ہیں۔''

یہ وہ اَخلاقِ فاضلہ ہیں جنہیں ہمیشہ سے نسلِ اِنسانی اَعلیٰ ہی تسلیم کرتی آئی ہے اَور آج بھی ساری دُنیا بلا اِمتیازِ مُلک وملت اِنہیں اَعلیٰ اَخلاق شمار کرتی ہے۔مشرکین بھی خدا کو مانتے تھے لیکن آسمان وزمین پیدا کرنے والے کو سب سے بڑا خدا مانتے تھے اَور اِنہوں نے چھوٹے چھوٹے خدا اَور بھی بنا رکھے تھے جس طرح آج ہندوؤں کا طریقہ ہے کہ وہ بتوں کو اَور مظاہرِ قدرت کو معبود کا درجہ دیتے ہیں۔

اِسی حالت پر ایک مدت گزری لیکن اِس کے بالمقابل قریش حسبِ ذیل مظالم کے مرتکب ہوتے چلے گئے۔

(۱) مذہب کے بارے میں اُن کا جبر وتشدد بڑھتا گیا آزادیٔ رائے پر بندش رہی اَور وہ اہلِ اِسلام پر جو خدائے واحد کے پرستار تھے مظالم ڈھا کر اُن کے ضمیر کا خون کرتے رہے۔

(۲) اُنہوں نے جنابِ رسول اللہ ﷺ اَور آپ کے ہمنوا الِ ہاشم کو شِعبِ اَبی طالب میں محصور کر چھوڑا۔کھانے پینے اَور جملہ ضروریاتِ زندگی میں اِن سب نے نا قابلِ بیان مصیبتیں جھیلیں اِس طرح اِنہوں نے معزز شہریوں کا تین سال بائیکاٹ کیے رکھا۔

(۳) اِن حضرات کو اِتنا ستایا گیا کہ یہ ترکِ وطن پر مجبور ہوئے ایک جماعت حبشہ چلی گئی اَور ایک جماعت مدینہ منورہ جا کر پناہ لینے پر مجبور ہوئی اِس طرح قریش نے اہلِ وطن کو اُن کا وطن چھوڑنے پر مجبور کیا۔

(۴) دَارُالنَّدْوَۃْ میں قومی فیصلہ ہوا کہ جنابِ رسول اللہ ﷺ کو شہید کر دیا جائے۔

(۵) پھر اِس اِرادۂ قتل کے بعد اِقدامِ قتل بھی کیا اَور جنابِ رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والسلام کے معجزانہ طور پر بچ جانے کے بعد اِعلان کیا گیا کہ جو شخص آپ ﷺ کا سر لائے گا اُسے سو اُونٹ اِنعام میں دیے جائیں گے۔

اِس طرح قریش مکہ نے رسولِ خدا ﷺ سے جنگ اَپنے سر لے لی۔

قرآنِ پاک میں اِرشاد ہے :

﴿ اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ o اَلَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوا رَبُّنَا اللّٰهُ ﴾

(سُورة الحج آیت ٣٩ و ٤٠)

''حکم ہوا اُن لوگوں کو جن سے کافر لڑتے ہیں اِس واسطے کہ اُن پر ظلم ہوا اَور اللہ اُن کی مدد کرنے پر قادر ہے۔ وہ لوگ جن کو نکالا اُن کے گھروں سے اَور دعوی کچھ نہیں سوائے اِس کے کہ وہ کہتے ہیں ہمارا رب اللہ ہے۔''

قرآنِ پاک میں مقصد جہاد اَور جہاد کی غایت بھی بتلائی گئی۔

﴿ وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ ﴾ (البقرہ آیت ١٩٣)

''اَور لوگوں سے لڑائی جاری رکھو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اَور دین صرف اللہ ہی کے لیے ہو جائے۔''

اِس آیتِ مبارکہ کی طرح جابجا اَحادیث میں بھی یہ تعلیم موجود ہے۔

☆ ایک اعرابی نے جناب ِرسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا، کوئی اِس لیے جہاد میں حصہ لیتا ہے کہ اُسے مالِ غنیمت ملے گا، کوئی اِس لیے کہ اُس کی شجاعت کا (جابجا) ذکر کیا جائے گا (شہرت ہوگی) کوئی اِس لیے کہ فدا کاری اَور نیکی میں اُس کا مقامِ بلند (سب کو نظر آجائے) تو اِن میں کون سا شخص خدا کے نزدیک اُس کی راہ میں لڑنے والا شمار ہوگا ؟

آپ نے جواب میں اِرشاد فرمایا :

مَنْ قَاتَلَ لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِىَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ [1]

جو شخص اِس لیے جہاد کرتا ہے کہ صرف حق تعالیٰ کا کلمہ توحید بلند ہو، وہ ہی خدا کی راہ میں ہے۔

☆ غزوہ خیبر کے موقع پر جب جناب ِرسول اللہ ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو

---

[1] بخاری شریف کتاب العلم رقم الحدیث ١٢٣ (بَابٌ مَنْ قَاتَلَ لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِىَ الْعُلْيَا)

سردارِ لشکر بنایا تو اُنہوں نے عرض کیا :

''میں اِن کفار سے اُس وقت تک لڑوں گا جب تک وہ ہم جیسے مسلمان نہ بن جائیں۔''

آقائے نامدار ﷺ نے اِرشاد فرمایا :

اُنْفُذْ عَلٰی رِسْلِکَ حَتّٰی تَنْزِلَ بِسَاحَتِہِمْ ثُمَّ ادْعُھُمْ اِلَی الْاِسْلَامِ وَاَخْبِرْھُمْ بِمَا یَجِبُ عَلَیْہِمْ فَوَاللّٰہِ لَاَنْ یَّھْدِیَ اللّٰہُ بِکَ رَجُلاً خَیْرٌ لَّکَ مِنْ اَنْ یَّکُوْنَ لَکَ حُمْرُ النَّعَمِ. (بخاری شریف کتاب الجھاد رقم الحدیث ۳۰۰۹)

''میانہ روی اَور سکون سے پیش قدمی کرو یہاں تک کہ تم اُن کے میدان میں جا کر اُترو پھر اُنہیں اِسلام کی دعوت دو۔ اُنہیں بتلاؤ کہ اُن پر خدا کے کون کون سے اَحکام واجب ہوتے ہیں۔ خدا کی قسم ! اگر تمہارے ذریعہ اللہ تعالیٰ ایک شخص کو بھی ہدایت دے دے تو یہ تمہارے لیے اِس سے بہتر ہوگا کہ تمہیں سرخ اُونٹ (جو عرب کا بہترین مال سمجھے جاتے تھے) حاصل ہوں۔''

☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جناب رسول اللہ ﷺ نے یہ تعلیم دی کہ آخری لمحہ تک اُنہیں پہلے ہدایت پر لانے کی کوشش کریں اگر وہ کسی طرح نہ مانیں تب جہاد کریں۔

اگر ایسے لوگ چاہے شہر میں ہوں یا پوری کمشنری ہو پورا صوبہ ہو یا پورا ملک ہو اگر اِسلام قبول کرلے تو یہ مُلک اُن کا ہی رہے گا وہی اِس میں حکومت چلائیں گے۔

کافروں کے یہاں جنگ میں آبادی کو بلا اِمتیاز تہِ تیغ کر دیا جاتا ہے، عورتوں اَور بچوں کو نہ تحفظ حاصل ہوتا تھا، نہ آج کے دَور میں شہروں پر قبضہ کرتے وقت ہوتا ہے لیکن جنابِ رسالت مآب ﷺ نے اِنہیں تحفظ دیا ہے۔

جنابِ رسول اللہ ﷺ کے ایک غزوہ میں ایسا ہوا کہ ایک مقتول عورت پائی گئی۔

فَنَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ وَالصِّبْیَانِ [1]

---

[1] بخاری شریف کتاب الجھاد رقم الحدیث ۳۰۱۵

''تو جناب ِرسول اللہ ﷺ نے عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے سے منع فرما دیا۔''

آپ نے ایک دفعہ حکم دیا کہ اگر تمہیں فلاں فلاں آدمی مل جائیں تو اُنہیں جلا کر مار ڈالنا پھر جب ہم روانہ ہونے لگے تو آپ نے فرمایا کہ میں نے تمہیں یہ آرڈر دیا تھا کہ فلاں فلاں آدمی کو جلا ڈالنا۔

وَاِنَّ النَّارَ لَا یُعَذِّبُ بِھَا اِلَّا اللّٰہُ فَاِنْ وَجَدْتُّمُوْھُمَا فَاقْتُلُوْھُمَا.[1]

''اور بات یہ ہے کہ آگ سے تو سزا دینے کا حق صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ اگر تمہیں یہ دونوں مل جائیں تو اُنہیں (جلانا مت بلکہ) قتل کر دینا۔''

جناب ِنبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے بے دردی، بے رحمی اور ظلم کی جا بجا بیخ کنی کی ہے۔

غزوات میں جناب رسول اللہ ﷺ کی عادتِ طیبہ یہ تھی کہ اگر راستہ میں کوئی لاش ملتی تھی تو اُسے دفن کرنے کا حکم فرما دیتے تھے یہ نہیں پوچھتے تھے کہ یہ لاش مسلمان کی ہے یا کافر کی۔

(عینی ص ۹۴۴ ج ۱ عن الدار قُطنی)

جناب ِرسول اللہ ﷺ نے رحم اور اِنسانیت سکھائی ہے۔ کفار کا سلوک ناروا تھا لیکن اِس کے جواب میں قوت وقدرت کے باوجود آپ نے ناروا سلوک نہیں کیا نہ اِس کی تعلیم دی۔

آج دُنیا کی بڑی بڑی طاقتیں جہاں قبضہ جماتی ہیں وہاں کے باشندوں کی معیشت تباہ کر دیتی ہیں مظالم ڈھاتی ہیں وہ یہ سب کچھ اَپنے لیے ضروری سمجھتی ہیں لیکن جناب ِرسول اللہ ﷺ نے جب حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن روانہ فرمایا تو اِرشاد ہوا۔

تم جہاں جا رہے ہو وہاں اہلِ کتاب ہیں

اُنہیں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ مان لینے کی دعوت دینا اگر وہ تمہاری بات مان جائیں تو

اُنہیں یہ بتلانا کہ اللہ تعالیٰ نے اُن پر دِن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں اگر وہ یہ مان جائیں تو

---

[1] بخاری شریف کتاب الجهاد رقم الحدیث ۳۰۱۶

اُنہیں بتلانا کہ اللہ تعالیٰ نے اُن پر زکات فرض کی ہے جو اُن کے مالداروں سے لی جائے گی اَور وہیں کے فقراء کو دے دی جائے گی۔ اَگر وہ تمہاری بات مان جائیں تو

اُن کے مال (مویشی) میں سے ''اَعلیٰ قسم'' زکات میں ہرگز نہ لینا۔

اِسی حدیث میں آخری ہدایت ظلم سے بچنے کی ہے۔ مسلمان ہو یا کافر، عربی ہو یا عجمی، کالا ہو یا گورا، کسی پر ظلم نہیں کیا جاسکتا اِسلام اِس کی اِجازت نہیں دیتا۔ اِرشاد ہوا :

وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَاِنَّهٗ لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ. ؎۱

''اَور مظلوم کی بدعاء سے بچتے رہنا کیونکہ اُس کی بدعاء اَور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہوتا یعنی اُس کی بدعاء کا اَثر فوراً مرتب ہوتا ہے۔''

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جنابِ رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا :

اِنَّكُمْ مَنْصُوْرُوْنَ وَمُصِيْبُوْنَ وَمَفْتُوْحٌ لَّكُمْ فَمَنْ اَدْرَكَ ذَالِكَ مِنْكُمْ فَلْيَتَّقِ اللّٰهَ وَلْيَأْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَلْيَنْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ. ؎۲

''تمہیں خدا کی طرف سے نصرت عطاء ہوگی، مالِ غنیمت اَور فتوحات حاصل ہوں گی تم میں سے جو بھی یہ زمانہ پائے تو اُسے خدا سے ڈرتے رہنا چاہیے اَور چاہیے کہ اچھائی کا حکم دیتا رہے اَور برائی سے روکتا رہے۔''

(یہ بات اِس لیے بھی اِرشاد فرمائی کہ) عظیم الشان کامیابیوں سے جو نشہ پیدا ہوتا ہے ایسی ہدایات واَحکام کے ذریعہ اُس کا سدِّ باب کر دیا گیا۔ اَگر اَور خرابیاں نہ بھی ہوں تو اِتنا تو ضرور ہوتا ہے کہ اَپنی آسائش وطلب فوراً پوری کرانے کا مادّہ پیدا ہو جاتا ہے اِسے '' تَنَعُّمْ '' کہا جاتا ہے۔

جنابِ رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے اِرشاد فرمایا :

؎۱ مشکوۃ کتاب الزکوۃ رقم الحدیث ۱۷۷۲ بحوالہ بخاری رقم الحدیث ۱۴۹۶

؎۲ مشکوۃ شریف کتاب الفضائل و الشمائل رقم الحدیث ۵۹۳۰

اِیَّاکَ وَالتَّنَعُّمَ فَاِنَّ عِبَادَ اللّٰہِ لَیْسُوْا بِالْمُتَنَعِّمِیْنَ .[۱]

''ہرگز تَنَعُّمْ نہ اِختیار کرنا کیونکہ اللہ کے (مقرب) بندے تنعم اَور آسائش ِنفس اِختیار کرنے والے نہیں ہوا کرتے۔''

جنابِ رسالت مآب ﷺ کا اَپنا عمل اَور تعلیم اگر یہ نہ ہوتی تو فتوحات کے وقت اِتنے لوگ مارے گئے ہوتے (کہ جس کی وجہ سے) ساری اِسلامی سلطنت میں ایسا اِقتصادی بحران پیدا ہوتا کہ مسلمان فاتحین جو تعداد میں بہت تھوڑے تھے کہیں قبضہ قائم نہ رکھ سکتے۔ یہ اَپنے مُلک سے بہت دُور جاچکے تھے جگہ جگہ بغاوت اُبھرتی اَور فتح شکست میں تبدیل ہو جاتی۔

مجلسِ یادگارِ شیخ الاسلام پاکستان لاہور

بیاد
شیخ الاسلام حضرۃ مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ

کے زیر اہتمام

دوسرا

شیخ الاسلامؒ سیمینار

بمقام: ہمدرد ہال، لٹن روڈ، لاہور بتاریخ: 21 اپریل 2013ء بروز اتوار صبح نو بجے

زیر صدارت: حضرت مولانا مفتی ڈاکٹر عبدالواحد صاحب مدظلہم

مہمان خصوصی: حضرت مولانا ڈاکٹر محمد عبدالحلیم چشتی صاحب مدظلہم

الداعی الی الخیر: مجلس منتظمہ مجلس یادگار شیخ الاسلامؒ پاکستان، لاہور

برائے رابطہ: 042-37112492 ، 0300-9424428 ، 0333-4432853 ، 0333-4249302

[۱] مشکوۃ شریف کتاب الرقاق رقم الحدیث ۵۲۶۲

قسط : ۳۴

اَنفَاسِ قدسیہ

قطبِ عالم شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین اَحمد صاحب مدنی کی خصوصیات

﴿ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب بجنوری ﴾

فاضل دارُالعلوم دیو بند و خلیفہ مجاز حضرت مدنی

چراغِ محمد ﷺ کی چند شعائیں یعنی ملفوظات شیخ الاسلام

متفرقات :

(۱) ایک صاحب نے آپ کے ملفوظات جمع کرنے کی اِجازت چاہی تو فرمایا کہ کیا اَسلاف کرامؒ کے ملفوظات اَور تصانیف عمل کے لیے ناکافی ہیں۔

(۲) دَرسِ بخاری شریف میں اِرشاد فرمایا کہ اِخلاص فی العبادات کے تین درجے ہیں :

(i) ثواب کی نیت اَور عذاب کے خوف سے کرنا۔

(ii) رضائے اِلٰہی کے لیے کرنا۔

(iii) اِن دونوں سے بالاتر ہو کر اللہ تعالیٰ کو مستحق عبادات سمجھتے ہوئے اُس کی تابعداری اَور عبادت کرنا۔ اِس کے بعد اِرشاد فرمایا اِخلاص کا یہ مرتبہ سب سے اُونچا ہے۔

(۳) ترمذی شریف کے دَرس میں اِرشاد فرمایا کہ علم اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی صفت ہے اِسی صفت کو اللہ تعالیٰ نے اِنسانوں کو عطا فرمایا ہے یہی وجہ ہے کہ علماء میں کبر اَور حسد زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) درسِ بخاری میں اِرشاد فرمایا کہ شیخ کامل کو اَپنے مرید سے اِتنی محبت ہوتی ہے جتنی ماں باپ کو اَولاد سے۔ آپ سے سوال کیا گیا کہ شیخ کو مرید کی اِصلاح کرنے میں کچھ تکلیف ہوتی ہے کہ نہیں ؟ اِرشاد فرمایا ہاں ہوتی ہے مگر ایسی ہی جیسی ماں کو بچے کا پاخانہ صاف کرنے میں ہوتی ہے۔

(۵) ختمِ بخاری شریف کے موقع پر اِرشاد فرمایا کہ اِصلاحِ نفس کے لیے اِشتغال بالحدیث سب سے اَقرب ذریعہ ہے اَور اِس کے بعد فیوض الحرمین میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ کا مشاہدہ بیان فرمایا کہ شاہ صاحبؒ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کے مزارِ مقدس (زادُ اللہ شرفًا) پر حاضر ہوکر مشاہدہ کیا کہ جو لوگ اِشتغال بالحدیث رکھنے والے ہیں اُن کے قلب اَور آنحضرت ﷺ کے قلبِ مبارک تک نورانی دھاگوں کا سلسلہ جاری ہے۔

(۶) آپ نے اِرشاد فرمایا کہ قوتِ شہوانیہ سے بھی قلب میں غفلت پیدا ہوجاتی ہے اِس کا سہل علاج اپنی منکوحہ شرعیہ سے خلوتِ صحیحہ کرنا ہے اِس سے بھی تزکیۂ نفس ہوتا ہے۔

(۷) درسِ بخاری شریف میں اِرشاد فرمایا کہ ''وحدت الوجود'' اَور ''وحدت الشہود'' کا صحیح مطلب عمل کرنے سے آتا ہے، یہ ایک عملی زندگی کا نام ہے جس کو بیان کے ذریعہ کما حقہٗ نہیں سمجھایا جاسکتا اَور اَگر سمجھا بھی دیا تو سمجھنا بہت مشکل ہے۔

(۸) ایک تقریر میں آپ نے اِرشاد فرمایا یہ علاقہ (دیوبند، سہارنپور اَور مظفرنگر وغیرہ) دوآبہ کا علاقہ ہے، یہ علاقہ ولی خیز ہے، پنجاب کا علاقہ نبی خیز (مرزا غلام اَحمد قادیانی کی طرف اِشارہ فرمایا) تو اِس دوآبہ کے علاقہ میں ہر زمانہ میں اَولیاء اللہ پیدا ہوتے چلے آئے ہیں۔ دارُالعلوم دیوبند کا وجود اِن ہی اَولیاء اللہ کی توجہات کا نتیجہ ہے۔

(۹) ذکرِ رُوحی کے بارے میں اِرشاد فرمایا کہ یہ قلب کی توجہ اِلی اللہ کا نام ہے کہ ہر وقت اِنسان کا یہ تصور رہے ھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ تم جہاں کہیں بھی ہو وہ تمہارے ساتھ ہے۔

فائدہ : اِنسان کے قلب میں ہمہ وقت اِس تصور کا پیدا ہونا آسان نہیں ہے، کہنے کو تو ایک چھوٹا سا لفظ ہے مگر مفہوم نہایت وسیع رکھتا ہے۔ حقیقت ذکرِ رُوحی کی عملی زندگی میں آکر معلوم ہوسکتی ہے وَفَّقَنِیَ اللّٰہُ وَاِیَّاکُمْ .

(۱۰) مولانا حبیب الرحمٰن صاحب مرحوم سے اِرشاد فرمایا کہ میں نے سلوک اَور تصوف کو بہت آسان کر دیا ہے۔

فائدہ : معلوم ہونا چاہیے کہ کہ ریاضات و مجاہدات کا منشاء رضاءِ اِلٰہی حاصل کرنا ہے اَور اِس کا مدار اِخلاص پر ہے، جتنا جس کے پاس اِخلاص ہوگا اُس کی عبادات اگر چہ کمیت کے اِعتبار سے کم ہوں مگر کیفیت کے اِعتبار سے زیادہ ہوں گی تو حضرت شیخ الاسلامؒ ذکر و فکر اَور مراقبہ و نیز اَپنی توجہات کے ذریعے سالک کے قلب میں اِخلاص پیدا کرنے کی کوشش فرماتے تھے، یہی وجہ ہے کہ تھوڑی مدت میں ١٦٦ر حضرات خلفاء و مجازِ بیعت ہوگئے۔

(١١) آپ نے اِرشاد فرمایا کہ وساوس اَور خطرات کا قلب میں پیدا ہونا اِیمان کی علامت ہے اِس لیے کہ چور اُسی گھر میں جاتا ہے جس میں کچھ ہوتا ہے لٰہذا وساوس اَور خطرات کی وجہ سے معمولات کو ترک نہ کرنا چاہیے اَور حتی الوسع برے خیالات کے دفعیہ کی کوشش کرنی چاہیے۔

(١٢) آپ نے درسِ بخاری میں اِرشاد فرمایا کہ معمولاتِ ذکر و فکر و مراقبہ میں مداومت بھی بڑی کرامت ہے اَلْاِسْتِقَامَةُ فَوْقَ الْكَرَامَةِ.

(١٣) آپ نے اِرشاد فرمایا کہ آدمی اُس وقت تک پکا دیندار نہیں ہوسکتا جب تک کہ بلایا اَور مصیبتوں میں نہ ہو[1] جنابِ رسول اللہ ﷺ کا اِرشاد گرامی ہے کہ اِنسان کی آزمائش اُس کی دینداری کے مطابق ہوتی ہے جو جتنا دین میں پختہ ہوتا ہے اُس کی اُتنی ہی سخت آزمائش ہوتی ہے۔

(١٤) درسِ بخاری شریف میں اِرشاد فرمایا کہ اہلِ بدعت دیوبندیوں کو کافر اَور دُشمن رسول سمجھتے ہیں حالانکہ جتنا دُرود شریف دیوبندی پڑھتے ہیں کوئی دُوسرا نہیں پڑھتا مثلاً اِس دارُالحدیث میں تقریبًا دو ڈھائی سو طلباء شریکِ درس ہیں اَور صبح سے شام تک یہاں درسِ حدیث ہوتا ہے اَور ہر حدیث میں کم اَز کم دو تین جگہ جنابِ رسول اللہ ﷺ کا اسمِ گرامی آتا ہے جس پر سب حاضرین دُرود شریف پڑھتے ہیں اگر تمام اَوقات کے دُرود شریف کو شمار کیا جائے تو لاکھوں تک تعداد پہنچ جائے گی اَور یہی سلسلہ

---

[1] جن لوگوں کو مصیبتوں سے واسطہ نہیں پڑا اُن کی دینداری کا اِعتبار نہیں ہے، اِس جگہ یہ اِعتراض نہ ہونا چاہیے کہ چور اَور ڈاکوؤں اَور فاسقوں کو بھی مصیبت اُٹھانی پڑتی ہے ؟ بے شک وہ سزا ہے اِبتلاء نہیں ہے اِبتلاء نیک لوگوں کی ہوتی ہے اَور سزا فاسقوں اَور نافرمانوں کو دی جاتی ہے۔(عزیز الرحمٰن غفرلہٗ)

بارہ مہینے جاری رہتا ہے، میرے خیال میں ہندوستان کے تمام خطوں سے زیادہ یہاں دُرود شریف پڑھا جاتا ہے۔

(۱۵) زمانۂ سلوک میں راقم الحروف کو نصیحت فرمائی کہ دیکھو ذکر اللہ میں جلالیت موجود ہے جب زیادہ اِضطراب اَور بے چینی پیدا ہو تو دُرود شریف کی کثرت کیا کرو، اِضطراب اَور بے چینی دُور ہو جائے گی کیونکہ دُرود شریف میں جمالیت موجود ہے اِس وجہ سے حالت اِعتدال پر رہے گی۔

(۱۶) زمانۂ سلوک میں رقم الحروف کی حالت جب دیوانگی کی حد کو پہنچنے لگی تو ایک دِن تنہائی میں بلا کر اِرشاد فرمایا کہ دیکھو جب زیادہ اِضطراب پیدا ہو تو گیارہ مرتبہ سورۂ فاتحہ پانی پر دم کر کے پی لیا کرو اِنشاء اللہ اِضطراب زیادہ نہ بڑھے گا۔

(۱۷) ایک دفعہ اِرشاد فرمایا کہ نیت اَعمال کے لیے بمنزلہ رُوح کے ہے اِس لیے مومن کا کوئی فعل نیت سے خالی نہ ہونا چاہیے۔

(۱۸) مراقبہ کے بارے میں اِرشاد فرمایا کہ اِس جگہ پر طریقِ اَربعہ کی تعلیم ایک ہو جاتی ہے اِس سے بڑھ کر کوئی ذکر نہیں ہے [۱] اِس لیے مراقبہ میں زیادہ کوشش کرنا چاہیے۔

(۱۹) ایک مرتبہ اِرشاد فرمایا کہ سلاسلِ طیبہ کو پڑھ کر دُعا مانگنا بدعت نہیں، اللہ تعالیٰ قرآنِ پاک میں اِرشاد فرماتا ہے :

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَابْتَغُوْآ اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ [۲] اَور اِرشاد فرمایا کہ حضرت مولانا

---

[۱] ذکر کی دو قسمیں ہیں : ''ذکرِ اِصطلاحی'' اَور ''ذکرِ حقیقی''۔ حضرت مجدد صاحبؒ فرماتے ہیں :
''ہر وہ عمل جو مطابق شریعتِ مطہرہ کیا جائے داخلِ ذکر ہے اَگرچہ خرید و فروخت ہو، پس تمام حرکات و سکنات میں اَحکامِ شرعیہ کو ملحوظ رکھنا چاہیے تا کہ وہ سب کام ذکر کے حکم میں ہو جائیں اِس لیے کہ ذکر نام ہے غفلت کے دُور کرنے کا......الخ۔'' (مکتوب نمبر ۲۵ ماخوذ اَز اَلفرقان اَکتوبر ۱۹۶۲ء)

[۲] وسیلہ کا واضح مطلب اِسی آیت کی تفسیر میں رُوح المعانی میں موجود ہے علماء کو ضرور ملاحظہ کرنا چاہیے یہاں میں اِتنا ضرور عرض کروں گا کہ مزارات پر حاضر ہو کر اُن سے مواجہت کرتے ہوئے دُعا مانگنا بدعت اَور حرام ہے۔

محمد قاسم صاحب نانوتویؒ نے جو شجرہ فارسی میں لکھا ہے اُس میں عجیب و غریب اَثرات ہیں اَور اِرشاد فرمایا کہ شجرہ پڑھنے کے بعد سلسلہ کے بزرگوں کے لیے اِیصالِ ثواب کرنا بہت زیادہ بہتر اَور مفید ہے اِس سے بزرگوں کے بہت زیادہ فیوض و برکات حاصل ہوتے ہیں۔

(۲۰) جماعتِ اِسلامی کے بارے میں اِرشاد فرمایا کہ اَب تک ہندوستان اَور پاکستان میں جتنی جماعتیں ہیں میرے نزدیک یہ نام نہاد جماعتِ اِسلامی سب سے زیادہ خطرناک ہے۔[۱]

فائدہ : حضرتؒ کی یہ پیشنگوئی جناب مولانا اَمین اَحسن صاحب اِصلاحی کے اِستعفیٰ کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں۔ مولانا اَمین صاحب اِصلاحی فرماتے ہیں :

''میں نے سولہ سال کے بعد ایک گم کردہ راہِ قافلہ کا ساتھ چھوڑا ہے۔''

(۲۱) ایک دفعہ اِرشاد فرمایا کہ مجھے اِس بارے میں شرحِ صدر ہو چکا ہے جس کی وجہ سے میں یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ یہ جماعتِ اِسلامی اُن ہی غیر ناجی فرقوں میں سے ہے کہ جس کے بارے میں آنحضرت ﷺ نے اِرشاد فرمایا ہے کہ ۷۳ فرقوں میں صرف ایک فرقہ ناجی ہے۔

میں کہتا ہوں کہ حضرتؒ کے اِس اِرشاد کی تائید مشکوۃ شریف کی اِس حدیث سے ہوتی ہے جس میں اِرشاد فرمایا ہے : ''ہر فتنہ مشرق کی طرف سے پیدا ہوگا۔'' حضور ﷺ کے وصال کے بعد فتنۂ اِبن سبا، فتنۂ تاتار، فتنہ قادیان، فتنۂ جماعت اِسلامی یہ سب مشرق سے پیدا ہوئے۔

(۲۲) اِرشاد فرمایا کہ اِمام اَبوحنیفہؒ کا مسلک ہی سب سے زیادہ صحیح اَور منشاءِ رسولِ خدا ﷺ کے مطابق ہے۔

---

[۱] حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی یہ پیشنگوئی بعد میں حرفاً حرفاً سچ ثابت ہوئی حضرتؒ کے وصال کے تھوڑا عرصہ بعد اَمین اَحسن اِصلاحی نے جماعتِ اِسلامی سے یہ کہہ کر علیحدگی اِختیار کی کہ میں نے سولہ سال کے بعد ایک گم کردہ راہِ قافلہ کا ساتھ چھوڑا ہے، ہندوستان میں یہ جماعت آج کل آر ایس ایس اَور جن سنگھ کے ساتھ ہے جو فرقہ پرست جماعتیں ہیں۔

(۲۳) ایک دفعہ آپ نے اِس شعر کی اِصلاح فرمائی

حب وطن از ملکِ سلیمان خوشتر
خار وطن از سنبل و ریحاں خوشتر

اِرشاد فرمایا اَصل میں'' جُبِّ وطن'' ہے جس کے معنی قید خانہ اَور کنویں کے آتے ہیں غلطی سے لوگ ''حبِ وطن'' پڑھتے ہیں۔

(۲۴) اللہ کے علاوہ کسی سے محبت نہ کرنی چاہیے اَلبتہ حقوق سب کے اَدا کرنے چاہییں۔

(۲۵) ایک بار دورۂ حدیث ختم کرتے وقت فرمایا : پڑھنے پڑھانے کا سلسلہ ہمیشہ جاری رکھنا چاہیے اَگرچہ ایک ہی طالب علم ملے اَور مطالعہ کر کے پڑھانا چاہیے، ہمارے اَساتذہ اَور مشائخ کی ہمیشہ یہی وصیت تھی اَور یہی اُن کا طریقہ تھا۔

(۲۶) ایک پیر کے گھر پر لوگوں نے حضرت ؒ سے بیعت کی دَرخواست کی تو فرمایا پیر کے گھر پیرائی اَور چور کے گھر پر چھچھورائی۔

(۲۷) ایک مرید نے کہا کہ میں بیعت آپ سے رہنا چاہتا ہوں اَور تعلیم فلاں بزرگ سے حاصل کرنا چاہتا ہوں تو فرمایا میری بیعت اِدھر لاؤ اَور جہاں جی چاہے چلے جاؤ۔

(۲۹) کچھ مہمان جو دُور دَراز سے آئے تھے فرمایا سفر میں اَپنے پاس لوٹا نہیں رکھتے کیا نمازیں کھاتے ہو ؟

(۳۰) فرمایا کہ سالک کی کیفیات اَور حالات کا چھن جانا عمومًا کسی گناہ کے باعث ہوتا ہے۔

(۳۱) فرمایا کہ دوزادہ تسبیح میں جہر اَور ضرب دونوں ضروری ہیں مگر جہرِ مفرط نہ ہونا چاہیے جس سے کسی نمازی اَور سونے والے کو تکلیف ہو۔

(۳۲) اِرشاد فرمایا کہ میرے نزدیک بائیں ہاتھ میں گھڑی باندھنا مناسب نہیں ہے کیونکہ اِس سے مردوں کے لیے نیاچرہ کی اِتباع اَور زینت (دو خرابیاں) لازم آتی ہیں، عورتوں کے لیے اِس میں صرف ایک خرابی ہے (یعنی نیاچرہ کی اِتباع) نیاچرہ سے مراد اَنگریز اَور بے دین لوگ ہیں۔ (باقی صفحہ ۵۷)

قسط : ۲۰

پردہ کے اَحکام

﴿ اَز افادات : حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ ﴾

تنہائی میں اپنی ذات سے پردہ :

رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا جو شخص اللہ اَور روزِ قیامت پر یقین رکھتا ہو وہ حمام (غسل خانہ) میں بے لنگی باندھے نہ جائے۔ (ترمذی شریف)

معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم کس موقع پر بدن چھپائیں اَور کس موقع پر ویسے ہی چھوڑ دیں ؟ آپ ﷺ نے فرمایا سب سے اَپنے ستر کو محفوظ رکھو سوائے بیوی یا باندی کے۔ اُنہوں نے سوال کیا کبھی آدمی تنہائی میں ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا تو پھر اللہ تعالیٰ سے حیا کرنا مناسب ہے۔ (ترمذی شریف)

فائدہ : حدیث مذکورہ سے یہ معلوم ہوا کہ تنہائی میں بھی بلا ضرورت برہنہ (یعنی بالکل ننگا ہونا) جائز نہیں ہے اللہ تعالیٰ سے اَور فرشتوں سے شرم کرنا چاہیے۔ (فروع الایمان ص ۶۸)

تصویر کی طرف دیکھنا :

فرمایا اَگر تصویر قصدًا دِل خوش کرنے کو دیکھے تو حرام ہے اَور اَگر بلا قصد نظر پڑ جائے تو کچھ حرج نہیں۔

ایک شخص نے سوال کیا کہ اگر صنعت (کاریگری) کے لحاظ سے دیکھے تو کیا حکم ہے ؟

فرمایا تصویر بنانے والے کی صنعت (کاریگری) کیا چیز ہے ؟ صانع حقیقی (یعنی اللہ تعالیٰ) کی بعض مصنوعات کو بھی دیکھنا حرام ہے جیسے عورتوں اَور اَمردوں کو صنعت کی نظر سے دیکھنے لگے۔

فقہاء نے اِس کو خوب سمجھا ہے لکھتے ہیں کہ اگر شراب کی طرف فرحت کے لیے نظر کرے تو حرام ہے کیونکہ قاعدہ ہے کہ اچھی چیز کو دیکھ کر رغبت ہوتی ہے۔

ناجائز تصویر اَور فوٹو سے پردہ :

تصویروں کے ذریعے لذت حاصل کرنے کی قباحت (وممانعت) میں کسی کو کلام نہیں، اگرچہ نیک لوگوں کی تصویر ہوں اَور اگرچہ اِس تصویر کی طرف کوئی اَور مکروہ (نازیبا حرکت) بھی منسوب نہ ہو محض تفریح ولذت ہی کے لیے ہو (تب بھی ناجائز ہے) کیونکہ محرماتِ شرعیہ سے نظر (یعنی نگاہ) کے ذریعہ سے بھی لذت حاصل کرنا حرام ہے فِی الدُّرِّ الْمُخْتَارِ کِتَابُ الْاَشْرِبَةِ وَحَرُمَ الْاِنْتِفَاعُ بِالْخَمْرِ وَلَوْ لِسَقِیِّ دَوَابٍ اَوْ لِطِیْنٍ اَوْ نَظْرٍ لِلتَّلَھِّیْ.

شریعت اِسلامیہ میں جاندار کی تصویر بنانا مطلقاً گناہ ہے خواہ کسی کی تصویر ہو۔ اَحادیثِ صحیحہ کی رُو سے تصویر بنانا رکھنا سب حرام ہے اَور اِس کو زائل کرنا، مٹانا اَور ختم کرنا واجب ہے اِس لیے کہ یہ معاملات سخت گناہ کے ہیں۔

فقہاء کی اِحتیاط اَور چند اہم مسائل :

فقہاء حکماءِ اُمت ہیں اُنہوں نے جوان عورتوں کو سلام کرنے تک کو منع لکھا ہے۔ فقہاء نے یہاں تک اِحتیاط کی ہے لکھتے ہیں کہ اَجنبی عورت کی چادر کو دیکھنا حرام ہے۔

نامحرم کا جھوٹا کھانے کا حکم :

اَور بعض فقہاء نے یہ بھی لکھا ہے کہ عورت کو اَجنبی مرد کا جھوٹا کھانا جائز نہیں (اِس طرح مرد کو اَجنبی عورت کا جھوٹا کھانا جائز نہیں) کیونکہ اِس کھانے سے بھی رغبت ہوتی ہے۔ میں نے اِس کا یہ اِنتظام کر رکھا ہے کہ جو کھانا بچا ہوا گھر میں جاتا ہے اگر معلوم نہ ہو کہ کس کا کھایا ہوا ہے تب تو کھالو ورنہ مت کھاؤ۔

اَور بعض فقہاء نے یہاں تک لکھا ہے کہ بھتیجی کو چچا سے علیحدہ رہنا چاہیے گو وہ خود محرم ہے مگر اَپنے لڑکوں کے لیے پسند کرنے کے واسطے سے اِس پر نظر کرے گا۔ (حسن العزیز ملخصًا)

دِل و دماغ کا پردہ :

حدیث شریف میں ہے : اَلِلّسَانُ یَزْنِیْ وَزِنَاہُ النُّطْقُ وَالْقَلْبُ یَتَمَنّٰی وَیَشْتَہِیْ یعنی زبان زنا کرتی ہے اَور زبان کا زنا نامحرم سے بات کرنا ہے اَور قلب تمنا کرتا ہے خواہش کرتا ہے اَور قلب کا زنا سوچنا ہے۔'' (دعوات عبدیت)

اِسی وجہ سے فقہاء نے اِرشاد فرمایا ہے کہ اَجنبی عورت (یا حسین لڑکے) کے تذکرہ اَور تصور سے نفس کو لذت دینا جائز نہیں اَور اَجنبی عورت کے خیال و تصورات سے لذت لینا حرام ہے حتی کہ اَگر اَپنی بیوی سے صحبت کرے اَور اَجنبی عورت کا تصور کرے وہ بھی حرام ہے۔ (ثبات الستور)

اَلغرض نامحرم کا تصور کرنا اَور تصور سے لذت لینا یہ بھی اَپنے اِختیار میں ہے جس کا چھوڑنا واجب ہے اَور تجربہ سے معلوم ہوا کہ اِس حالت میں محبوب سے دُور رہنے سے اَکثر یہ مرض خفیف ہوجاتا ہے۔ (اَلکمال فی الدین ودُنیا)

(اِسی طرح) کسی عورت سے نکاح نہیں ہوا مگر یہ فرض کر کے کہ اِس سے نکاح ہوجائے تو اِس طرح تمتع حاصل کروں گا اِس طرح (سوچ کر) لذت حاصل کرنا بھی حرام ہے۔

اِسی طرح کسی عورت سے نکاح ہو چکا تھا مگر طلاق وغیرہ کی وجہ سے نکاح زائل ہوگیا اَور وہ زندہ ہے اُس کے تصور سے لذت حاصل کرنا کہ جب یہ نکاح میں تھی تو اِس سے اِس طرح سے تمتع کیا کرتا تھا، یہ بھی حرام ہے۔ (اِمدادُ الفتاوی ج ۴ ص ۱۷۰ ملحقًا اِسلامی شادی)۔ (جاری ہے)

قسط : ۱۶

سیرت خلفائے راشدین ؓ

﴿ حضرت مولانا عبدالشکور صاحب فاروقی لکھنویؒ ﴾

اَمیر المؤمنین فاروقِ اَعظم عمر بن خطاب ؓ

متفرق واقعات :

(۱) فتح مکہ کے بعد اِنہوں نے رسولِ خدا ﷺ سے کعبہ میں اِعتکاف کرنے کی یا عمرہ کرنے کی اِجازت طلب کی۔ اِجازت دینے کے ساتھ آنحضرت ﷺ نے ایک ایسا کلمہ بھی نوازش و اِکرام کا فرمایا کہ خود حضرت فاروق ؓ فرمایا کرتے تھے کہ اِس کلمہ کے عوض میں اگر ساری دُنیا مجھے مِل جائے تو میں خوش نہیں ہوں گا، وہ کلمہ یہ تھا اَشْرِکْنَا یَا اُخَیَّ فِیْ دُعَائِکَ وَلَا تَنْسَنَا [۱] یعنی اے میرے بھائی ! اَپنی دُعا میں ہم کو بھی شریک رکھنا بھول نہ جانا۔

(۲) نفاق اَور منافقین سے آپؓ کو اِس قدر نفرت تھی کہ جہاں کسی سے اِس قسم کی کوئی بات صادِر ہوتی تو فورًا مشتعل ہو جاتے تھے اَور فرماتے تھے یا رسول اللہ (ﷺ) اِجازت دیجیے اِس منافق کی گردن مار دُوں۔

ایک مرتبہ ایک منافق کا اَور ایک یہودی کا کچھ جھگڑا تھا، دونوں فیصلے کے لیے اِن کے پاس گئے، یہودی نے کہہ دیا کہ اِس معاملہ کا فیصلہ حضرت اَبو القاسم (ﷺ) کر چکے ہیں مگر یہ شخص اُس فیصلے سے راضی نہیں ہوا اِس لیے آپ کے پاس آئے ہیں۔ آپؓ نے فرمایا اچھا ٹھہرو میں فیصلہ کیے دیتا ہوں اَور گھر کے اَندر جا کر تلوار لے آئے اَور اُس منافق کی گردن اُڑا دی اَور فرمایا کہ جو شخص نبی کریم ﷺ کے فیصلے پر راضی نہ ہو اُس کا فیصلہ میں اِس طرح کرتا ہوں۔

---

[۱] مشکوۃ شریف کتاب الدعوات رقم الحدیث ۲۲۴۸

جب رئیس المنافقین عبداللہ بن اُبی مرا اَور رسولِ خدا ﷺ اِس کے بیٹے کی خاطر سے جو ایک مخلص شخص تھے اُس کی نمازِ جنازہ پڑھنے کا اِرادہ کیا تو حضرت فاروقؓ نے بہت روکا اُس وقت آنحضرت ﷺ نے بوجہ وعدہ کر لینے کے نمازِ جنازہ پڑھا دی مگر بعد میں آیت اُتری کہ :

وَلَا تُصَلِّ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْھُمْ مَاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِہٖ .[1]

''اے نبی ! کوئی منافق مرجائے تو آپ (ﷺ) اُس کی نمازِ جنازہ نہ پڑھیں اور اُس کی قبر پر بھی نہ کھڑے ہوں۔''

(۳) اکثر وحی اِلٰہی آپؓ کی رائے کی تائید میں نازل ہوتی تھی، قیدیانِ بدر کے متعلق، منافقوں کے نمازِ جنازہ کے متعلق، اَزواجِ مطہراتؓ کے پردے کے متعلق، مقام اِبراہیمؑ کو مصلّٰی بنانے کے متعلق، شراب کے حرام کیے جانے کے متعلق وغیرہ اِن ہی کی تائید قرآنِ مجید میں کی گئی، بعض علماء نے مستقل کتابیں لکھی ہیں اَور اِس بارے میں اُن تمام آیات کو جمع کیا ہے جو آپ کی موافقت میں نازل ہوئیں۔

(۴) آپؓ کی صاحبزادی حضرت حفصہؓ اُم المومنین تھیں، ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ نے اُن کو طلاقِ رجعی دی مگر حضرت فاروقؓ کو ذرا نا گوار نہ گزرا، بالآخر بذریعہ وحی اِلٰہی آپ ﷺ کو حکم ملا کہ حفصہؓ سے رجوع کیجیے۔ اِیلا [2] کے واقعہ میں ذرا طرفداری اَپنی بیٹی کی نہ کی بلکہ اُن سے صاف کہہ دیا کہ رسولِ خدا ﷺ اگر تم سے ناخوش رہے اَور طلاق دے دی تو میں اپنے گھر میں تم کو نہ رکھوں گا۔

(۵) جب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ آیا تو اُن کی پوری اِطاعت کی اَور بڑے اَدب کے ساتھ اُن کی خدمت میں رہے اُن کو بہت خوش رکھا۔

---

[1] بخاری شریف کتاب الجنائز رقم الحدیث ۱۲۶۹

[2] ''اِیلا'' اُس کو کہتے ہیں کہ کوئی شخص اَپنی بیوی کے پاس نہ جانے کی قسم کھالے، اِنتہائی مدت اِس کی شریعت نے چار مہینے رکھی ہے۔ آنحضرت ﷺ کی اَزواجِ مطہراتؓ نے متفق ہو کر اَپنے فاقوں اَور دُنیا کی پریشانیوں کا ذکر کیا اَور آپ ﷺ سے نان ونفقہ طلب کیا، یہ بات حضرت ﷺ کو ناگوار گزری کہ میرے گھر میں دُنیا کا ذکر کیسا۔ اِسی پر آپ ﷺ نے ایک مہینہ کا ''اِیلا'' کیا تھا اَور ایک مہینے تک گھر کے اَندر نہیں گئے۔ اِسی واقعہ کے متعلق آیتِ تطہیر اُتری جس نے اَزواجِ مطہراتؓ کی فضیلت میں چار چاند لگا دیے۔ (دیکھیے میرا رسالہ ''تفسیر آیتِ تطہیر'')

(۶) حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے اَپنے آخری وقت میں اِن کے لیے خلافت نامہ لکھوایا اَور فرمایا کہ میں نے رسولِ خدا ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ فرماتے تھے کہ عمرؓ سے بہتر کسی شخص پر آفتاب نے طلوع نہیں کیا اَور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے کہوں گا کہ اے پروردگار ! اِس وقت جو تیری مخلوق میں سب سے بہتر تھا اُس کو خلیفہ بنا کے آیا ہوں پھر اُن کی اِستقامت کے لیے بہت دُعا مانگی اَور اُن کو بہت سی نصیحتیں فرمائیں، بعد میں جو اُن کی زندگی کا دستور العمل رہیں۔

حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے خلافت نامہ لکھوانے سے پہلے عام رائے کا اَندازہ بھی کرلیا تھا، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف و حضرت عثمان رضی اللہ عنہما وغیرہ سے دَریافت کرنا اِسی مقصد سے تھا پھر خلافت نامہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے اَپنے غلام کو دیا کہ جاؤ مجمع میں سنا دو اَور خود بالا خانے میں جاکر مجمع سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے لوگو! میں نے اَپنے کسی عزیز قریب کو خلیفہ نہیں بنایا بلکہ عمر بن خطاب کو بنایا ہے کیا تم سب اِس پر راضی ہو ؟ سب نے کہا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا. (جاری ہے)

قارئین اَنوارِ مدینہ کی خدمت میں اپیل

ماہنامہ اَنوارِ مدینہ کے ممبر حضرات جن کو مستقل طور پر رسالہ اِرسال کیا جا رہا ہے لیکن عرصہ سے اُن کے واجبات موصول نہیں ہوئے اُن کی خدمت میں گزارش ہے کہ اَنوارِ مدینہ ایک دینی رسالہ ہے جو ایک دینی اِدارہ سے وابستہ ہے اِس کا فائدہ طرفین کا فائدہ ہے اَور اِس کا نقصان طرفین کا نقصان ہے اِس لیے آپ سے گزارش ہے کہ اِس رسالہ کی سرپرستی فرماتے ہوئے اَپنا چندہ بھی اِرسال فرمادیں اَور دیگر اَحباب کو بھی اِس کی خریداری کی طرف متوجہ فرمائیں تاکہ جہاں اِس سے اِدارہ کو فائدہ ہو وہاں آپ کے لیے بھی صدقہ جاریہ بن سکے۔ (اِدارہ)

قسط : ۲

قرآنِ مجید کی عظمت و حفاظت

اَور

رُوحانی برکات و سیاسی ثمرات

﴿ شیخ التفسیر حضرت علامہ شمس الحق صاحب اَفغانی ﴾

الفاظ کی حفاظت :

الفاظِ قرآن کی حفاظت کا اِنتظام تحریری صورت میں کر دیا گیا کہ تیونس، مراکش، کاشغر، ماسکو اَور اَزبکستان بلکہ تمام کرّۂ اَرضی کے قرآنی نسخوں میں کوئی فرق اَور تفاوت نہیں اَور حفاظِ قرآن کے ذریعہ بھی کر دیا گیا کہ اگر دُنیا میں خدانخواستہ قرآن کا کوئی تحریری نسخہ باقی نہ رہے تو بھی کوئی اِسلامی شہر تحصیل، ضلع اَور قصبہ ایسا نہیں جہاں قرآن کے حافظ موجود نہ ہوں اَور مجموعی طور پر اُن کی تعداد لاکھوں سے متجاوز ہے جو اپنے سینوں سے قرآن دوبارہ مرتب کر سکتے ہیں، یہ ایک غیبی اَور اِلٰہی کشش ہے جو حفاظِ قرآن کو قرآن سے ہے۔

اگر چہ وہ حفاظ ہندو پاکستان، اِیران، اَفغانستان، ملایا، اِنڈونیشیا کے ہوں جن کی زبان عربی نہیں لیکن وہ محنت کر کے قرآن حفظ کرتے ہیں حالانکہ نہ حکومت سے اُن کو اِس حفظ کا کوئی صلہ ملتا ہے نہ ہی عام مسلمانوں کی طرف سے کوئی خاص معاوضہ دیا جاتا ہے اَور پھر محنت اِتنی سخت کرنی پڑتی ہے جس کی حد نہیں پھر یہ محنت سال دوسال کی نہیں حافظ جب تک زندہ رہے گا اُس کو دَور و تکرار کرنا لازمی ہوگا۔ بتاؤ یہ اگر غیبی کشش نہیں تو اَور کیا ہے ؟ اَور کیا یہ قرآن کی عظمت کی وہ دلیل نہیں جو آج تک کسی کتاب کو نصیب نہیں ہوئی، اِسی ذوق و حلاوت اَور جذب کا نتیجہ ہے کہ سلف میں بہت حضرات ایسے گزرے ہیں جو روزانہ دس ختم قرآن شریف کے کرتے تھے بلکہ قسطلانی میں ہے کہ قدس شریف میں اِس سے

زیادہ ختم کرنے والے کو دیکھا گیا اَور بعض حضرات نے تین دِن میں قرآن حفظ کیا جیسے ''محمد بن کلبی'' نے جس کا اِبن خلکانؒ نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے۔

طرزِ تلفظ اَور نہجِ قراءت کی حفاظت :

نزولِ قرآن کے زمانے میں جس طرح طرز و لہجہ سے قرآن کا تلفظ ہوتا تھا اُس کو قراءِ قرآن کے ذریعہ محفوظ کیا گیا اَور وہی سلسلہ قراءت آج تک محفوظ ہے۔ جن صحابہ کرامؓ نے حضور ﷺ سے قراءت حاصل کی اَور مابعد زمانے کے قراء کے بالذّات یا بالواسطہ شیوخ واَساتذہ تسلیم کیے گئے اَور اُن کا سلسلۂ قراءت آج تک موجود ہے، وہ سات حضرات ہیں : عثمان، علی، اُبی بن کعب، زید بن ثابت، عبداللہ بن مسعود، اَبوالدرداء، اَبوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہم۔ (مناہل القرآن ج ۱ ص ۴۰۷)

معنوی حفاظت یعنی مطالبِ قرآن کی محفوظیت :

الفاظِ قرآن مطالب و معانی سمجھانے کا ذریعہ ہیں، اگر مطالب و معانی قرآن محفوظ نہ ہوں بلکہ مغرب زدہ طبقہ کے خیال کے مطابق ہر زمانہ میں نئے مطلب تراشنے کی گنجائش ہو تو الفاظِ قرآن کی حفاظت بیکار ہے جبکہ معنی محفوظ نہیں رہے تو الفاظ کا حفظ بے مقصد ہے۔ اِس لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن کے معانی کی حفاظت صاحبِ قرآن کی قولی و فعلی و تقریری ذرائع سے فرمائی اَور صاحبِ قرآن علیہ السلام نے ﴿وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتَابَ﴾ (کہ آپ اِن کو مطلب قرآن سکھادیں) ﴿وَلِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْھِمْ﴾ (تاکہ آپ بیان کریں اُمت کو قرآن کے مطالب جو اُن کی طرف نازل ہوا ہے) کے اِرشادِ اِلٰہی کے تحت مطالبِ قرآن کی تعلیم دی۔ اَب مطالب بھی محفوظ ہو گئے اَور کسی کو مجالِ ترمیم وتحریف نہیں رہی کہ قرآن کے مطالب کو بدل سکے یا اُن میں ترمیم کر سکے۔

عملی حفاظتِ قرآن :

قرآن کے جن الفاظ مثلاً صلوٰۃ، زکوٰۃ، صوم، حج، جہاد وغیرہ کے مفہوماتِ شرعیہ حضور علیہ السلام نے بتلائے ہیں، وہ پھر عملاً بھی کر کے دکھلائے ہیں تاکہ قرآنی حقائق عملی صورت میں موجود ہو کر اُمت

کی عملی زندگی کا جز بن جائیں اَور کسی ملحد کو اِن الفاظ کے شرعی مفہومات کی تحریف کے لیے کوئی گنجائش باقی نہ رہے۔

توضیحی مثال :

اَحکامِ دین کے مجموعہ کو ایک عمارت سمجھو، ہر عمارت کے لیے تین قسم کا وجود لازمی ہے :

(۱) عملی وجود (۲) تحریری وجود (۳) خارجی وجود

اِسی طرح اِسلام اَور دین کا جو نقشہ علمِ اِلٰہی میں تھا وہ اِسلام کا عملی وجود ہے پھر اُسی نقشہ کو جب کتاب وسنت کی شکل میں مرتب کیا گیا، یہ اِسلام کا تحریری وجود ہے پھر دَورِ اَوّل کے مسلمانوں نے جب اِس کے مطابق عمل کیا، یہ اُس کا وجودِ خارجی ہے، اِن سے تابعینؒ نے دیکھ کر سیکھا، تابعینؒ سے تبع تابعینؒ نے ، علیٰ ھذا القیاس اِسلام کا یہ عملی وخارجی وجود کم وبیش تاریخی تسلسل کے ساتھ عہدِ نبوت سے آج تک موجود ہے اَور قیامت تک رہے گا جیسے ایک اِنجینئر بلڈنگ کا نقشہ پہلے ذہن میں مقرر کرتا ہے پھر اُس کو کاغذ پر بناتا ہے پھر ملبہ منگوا کر مستری اَور مزدوروں کے ذریعہ خارجی نقشہ تیار کیا جاتا ہے، اِن تینوں نقشوں میں مطابقت اَور موافقت ضروری ہے ورنہ غلطی ہوگی۔

اِسی طرح اِسلام کی ایسی جدید تعبیر یا نقشہ جو اِسلام کے تحریری نقشہ اَور خارجی نقشہ یعنی اِسلام کے تاریخی مسلسل وجود خارجی کے خلاف ہو وہ غلط اَور اِیجاد دہندہ ہوگا، اِس سے اِسلام کے اَندر ہر تحریف وترمیم کا دَروازہ بند ہوجاتا ہے کیونکہ اِسلام کے قوانین اَبدی ہیں جیسے وہ اِس سے قبل ہزار بارہ سو سال تک مختلف اَقوام اِسلامیہ اَور مختلف ملکوں اَور زبانوں کے باشندوں کی راہنمائی کے لیے کافی تھے، آج بھی کافی ہیں اَور آئندہ بھی کافی رہیں گے بلکہ زمانۂ حاضرہ اِسلامی قوانین کا اِس سے زیادہ محتاج ہے جس قدر پہلا دَور محتاج تھا۔ یہی قرآن کا وہ کمال وعظمت ہے جو قبل اَزیں کسی کتاب کو نصیب نہیں ہوا۔ اِنسان اَور اُس کا قانون جذباتی ہے لیکن قرآن اَور قانونِ اِلٰہی فطری اَور اِعتدالی ہے۔

قرآن کی بلاغی عظمت :

قرآن ایک کتاب ہے جس کو ہم خدا کی کتاب کہتے ہیں اِس کے علاوہ ہزاروں کتابیں اَور بھی موجود ہیں جن کو ہم اِنسانوں کی کتابیں مانتے ہیں، قرآن کو ہم خدا کی طرف اَور دیگر کتابوں کو ہم اِنسانوں کی طرف کیوں منسوب کرتے ہیں اَور اِس کا معیار کیا ہے ؟

معیار وہی ہے جس کو روز مرّہ کی زندگی میں ہم مشاہدہ کرتے ہیں کہ سائیکل اَور موٹر اِنسان کے بنائے ہوئے ہیں اَور سورج اَور چاند خدا کے، کیونکہ سورج اَور چاند کا بنانا اِنسانی قدرت سے خارج ہے لیکن سائیکل اَور موٹر کا معاملہ اَیسا نہیں، یہی معاملہ اَور معیار بعینہٖ کتابوں کے متعلق سمجھنا چاہیے، سائیکل، موٹر، سورج اَور چاند چاروں تخلیقی کام ہیں، اَوّل الذکر دو چیزیں اِنسانی قدرت کے دائرے میں داخل ہیں اَور آخر کی دو چیزیں اِنسانی قدرت سے خارج ہیں اَور خارج ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اَب تک اِنسان سے سورج اَور چاند نہ بن سکے اَور نہ ہی اُس نے ایسا کوئی کارخانہ قائم کیا کہ جس میں سورج اَور چاند بنتے ہوں، اِس کے باوجود کہ قرآن کا ظہور ایک نبی اُمّی کی زبان سے ہوا جو نوشت وخواند سے خالی تھے، نہ نظم ونثر کہنے والوں میں آپ کا کوئی نام تھا، نہ اُن کے ساتھ صحبت ومجالست تھی پھر قرآن کا اُسلوبِ بیان ایسا بنا تھا کہ سارے عرب میں اِس کا نمونہ موجود نہ تھا اَور قرآن جن علومِ عالیہ پر مشتمل تھا اُن سے عرب اَور غیر عرب سب بالکل محروم تھے، اِس کے علاوہ عرب میں بے مثال فصیح وبلیغ شعراء موجود تھے جن کو اپنے کمال پر ناز تھا اَور قرآن اَور صاحبِ قرآن کے بدترین دُشمن تھے، وہ قرآن کے توڑ کو اپنی بڑی کامیابی سمجھتے تھے، اِن حالات میں قرآن نے اِعلان کیا کہ اِس کتاب کی طرح چھوٹی سورت بنالاؤ اَور ساتھ ہی اِعلان کیا کہ تم اَور خدا کے سوا اگر تمہارے سارے معبود جمع ہوجائیں جب بھی اَیسا نہ کر سکیں گے۔

اِس اِعلان نے غیور شعراء پر کیا اَثر ڈالا ہوگا لیکن جو ناممکن تھا وہ کیونکر ممکن ہوسکتا تھا ؟ اَور آج بھی ہزاروں عیسائی اَور یہودیوں کی مادری زبان عربی ہے جو لبنان، مصر، شام وغیرہ میں آباد ہیں اَور عربی کی بیسیوں جلدیں اَور ڈکشنریاں عربی زبان کی لکھی ہیں، وہ قرآن کے دُشمن بھی ہیں لیکن ممکن ہے چاند پر

وہ مکان بنا سکیں مگر یہ کہ سورۂ کوثر کے برابر ایک سطر کی سورت بنالائیں یہ ناممکن ہے جو قرآن کی عظیم الشان بلاغی عظمت کی دلیل ہے جس نے پوری اِنسانیت سے اپنی عظمت کا لوہا منوالیا ہے۔

مستشرقینِ یورپ نے فیضی کی ''تفسیر بے نقط'' اَور ابن امراوندی یہودی کی کتاب ''تاج'' کو قرآن کے توڑ میں پیش کیا ہے حالانکہ اِن دونوں مصنّفوں نے خود یہ دعوٰی نہیں کیا، ہم اِن دونوں شبہوں کا جواب لکھتے ہیں۔

☆ فیضی کی تفسیر بے نقط کو بے نظیری میں مثال بنا کر پیش کرنا بے سود ہے۔ خود فیضی اپنی تفسیر کو قرآن کا توڑ نہیں سمجھتا تو دُوسرے کا دعوٰی بے نظیری ایسا ہے کہ مدعی سست اَور گواہ چست، فیضی خود دیباچہ تفسیر مذکور جس کا نام ''سواطع الالھام'' ہے، میں لکھتے ہیں :

" كَلَامُ اللّٰهِ لَاحَدَّ لِمَحَامِدِهٖ وَلَاعدَّ لِمَكَارِمِهٖ وَمَاءٌ لَاسَاحِلَ لَهٗ.

''قرآن کی خوبیوں کی حد نہیں اَور اُس کی فضیلتیں بے شمار ہیں وہ ایک ایسا سمندر ہے جس کا کنارہ نہیں۔''

اِس کے علاوہ یہ رِضعت عرب میں موجود تھی، تمام عبارت نقطہ دَار حروف یعنی حروفِ معجمہ سے مرکب ہو اَور تمام عبارت مہملہ یعنی بے نقط حروف سے مرکب ہو، ایک کلمہ معجمہ حروف کا ہو اَور ایک مہملہ کا، یہ سب مقاماتِ حریری وغیرہ میں موجود ہیں۔

☆ باقی ابن امراوندی یہودی زندیق جس نے یہود و نصارٰی سے رقم لے کر ''التاج والفرید'' لکھی تھی مگر اِس کے متعلق ایک اَور ملحد اَبوالعلا المعرٰی نے جو شاعر و بلیغ تھا لکھا ہے : لَا يَصْلُحُ تَاجُهٗ اَنْ يَّكُوْنَ نَعْلاً یعنی ''اِس کی کتاب ''تاج'' چپلی بننے کے بھی قابل نہیں۔'' (مناہل القرآن)

قرآن کی اِصلاحی عظمت :

اِنسانی اِصلاح کا اَصلی مرکز دِل ہے جب وہ درست ہوجائے تو باقی اَعضاء خود بخود درست ہوجاتے ہیں جیسے بخاری میں نعمان بن بشیرؓ کی حدیث مرفوع میں صَلُحَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ آیا۔ دل رُوحِ اِنسانی کا اَصلی مستقر ہے تو گویا رُوح کی اِصلاح پر پوری شخصیت کی اِصلاح مبنی ہے۔ رُوح

عالم اَمر سے ہے جیسے قرآن میں آیا ہے : ﴿ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ ﴾ تو اِس اَمر ربی کی اِصلاح بھی اَمر ربی یعنی کلامِ اِلٰہی سے ہوگی اَور کلامِ اِلٰہی فی الحقیقت غذاءِ رُوحانی ہے، بدن زمین سے ہے اِس کی غذا بھی زمین سے ہے اَور رُوح اَمر سماوی ہے تو اِس کی غذا بھی سماوی یعنی کلامِ اِلٰہی سے ہوگی، اگر جسم و بدن کی نشو ونما اَور قوۃ و اِرتقاء زمین سے حاصل کردہ غذا کے بغیر ممکن نہیں تو رُوح کی ترقی وقوت اَور نشو ونما بھی آسمانی غذا یعنی کلامِ اِلٰہی کے بغیر ممکن نہیں۔

اَب رہا یہ فیصلہ کہ قرآن واقعی ایک عظیم غذاءِ رُوحانی اَور کلامِ اِلٰہی ہے یا نہیں ؟

تو اِس کا فیصلہ تمام غذاؤں کے اُصول قانون کے مطابق کیا جائے گا، اگر غذا کے اِستعمال سے درستی ہو جائے، ضعف و کمزوری رُونما نہ ہو بلکہ سابق کمزوری بھی دُور ہو جائے تو ایسی غذا صحیح اَور مقوی غذا ہے اَور اگر کمزوری دُور نہ ہوئی بلکہ زیادہ ہوئی تو یہ کوئی غذا نہیں۔

اَب قرآن کے نسخہ کو صحابہ کرامؓ نے اِستعمال کیا، اُن کی زندگی قبل اَز اِسلام وقبل القرآن تمام بُرائیوں سے لبریز تھی۔ خدا پرستی کی جگہ بت پرستی، اِتحاد کی جگہ خانہ جنگی تھی، عدل کا نام نہ تھا بلکہ ظلم پر فخر کیا جاتا تھا، زِنا، شراب، سودخوری میں اِبتلاء عام تھا۔ اِصلاح کے اَسباب میں سے کوئی سامان موجود نہ تھا، نہ تعلیم تھی نہ تربیت، نہ عدالت نہ قانون، نہ تعزیرات نہ سزا اَور لوٹ کھسوٹ زندگی کا عام معمول تھا قرآن آیا اَور ایسے لوگوں کی اِصلاح کے لیے آیا پھر قرآن کو اِصلاح کے لیے وقت بھی بہت تھوڑا مِلا۔

نبوت کے تئیس سالہ زمانہ میں تیرہ سال مکی زندگی میں تو قرآن کی آواز کفار کے جبر و اِستبداد کی وجہ سے بند تھی کہ قرآن کی دعوت موت کو دعوت دینے کے برابر تھی۔ ہجرت کے بعد کی گیارہ سالہ زندگی میں اکثر حصّہ کفارِ عرب کی جنگوں اَور حملوں کی مدافعت میں گزرا، بمشکل تین چار سال صلح حدیبیہ اَور فتح مکہ کے بعد ایسے ملے کہ قرآن کو عرب پر اِصلاحی اَثر ڈالنے کا موقع ملا لیکن اِس مختصر عرصہ میں قرآن نے عرب پر وہ اَثر ڈالا اَور ایسی جماعت تیار ہوئی جن کا ظاہر و باطن، اَخلاق، عقائد، اعمال، معاملات، معاشرہ، سیاست اَور بین الاقوامی تعلقات ایسے بن گئے جن کی نظیر تاریخ بشری میں نہ پہلے گزری ہے اَور نہ آئندہ ممکن ہے۔ (باقی صفحہ ۶۱)

گلدستۂ اَحادیث

﴿ حضرت مولانا نعیم الدین صاحب، اُستاذ الحدیث جامعہ مدنیہ لاہور ﴾

سعادت و شقاوت کی تین چیزیں :

(۱) عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ : ثَلٰثٌ مِّنَ السَّعَادَةِ وَثَلَاثٌ مِّنَ الشَّقَاوَةِ فَمِنَ السَّعَادَةِ اَلْمَرْاَۃُ تَرَاهَا تُعْجِبُكَ، وَتَغِیْبُ فَتَأْمَنُهَا عَلٰی نَفْسِهَا وَمَالِكَ، وَالدَّابَّةُ تَكُوْنُ وَطِیَّةً فَتُلْحِقُكَ بِاَصْحَابِكَ، وَالدَّارُ تَكُوْنُ وَاسِعَةً كَثِیْرَةَ الْمَرَافِقِ، وَمِنَ الشَّقَاوَةِ : اَلْمَرْاَۃُ تَرَاهَا فَتَسُوْؤُكَ وَتَحْمِلُ لِسَانَهَا عَلَیْكَ، وَاِنْ غِبْتَ عَنْهَا لَمْ تَأْمَنْهَا عَلٰی نَفْسِهَا ، وَمَالِكَ ، وَالدَّابَّةُ تَكُوْنُ قَطُوْفًا، فَاِنْ ضَرَبْتَهَا اَتْعَبَتْكَ، وَاِنْ تَرَكْتَهَا لَمْ تُلْحِقْكَ بِاَصْحَابِكَ ، وَالدَّارُ تَكُوْنُ ضَیِّقَةً قَلِیْلَةَ الْمَرَافِقِ.

(المُستدرك علی الصحیحن للحاکم ج۲ ص ۱۶۲ ، رقم الحدیث ۲۶۸۴)

''حضرت محمد بن سعد اَپنے والد سعد رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ رسولِ اَکرم ﷺ نے فرمایا : تین چیزیں سعادت (نیک بختی) کی ہیں اَور تین چیزیں شقاوت (بدبختی) کی ہیں۔ سعادت کی (تین) چیزوں میں سے (پہلی چیز) وہ عورت (بیوی) ہے جسے تو دیکھے تو وہ تجھے اَچھی لگے اَور جب تو گھر سے غائب ہو (سفر وغیرہ میں) تو تو اُس کے متعلق اَمن سے ہو اُس کی ذات پر بھی اَور اَپنے مال پر بھی، (دُوسری چیز) وہ سواری ہے جو تیز رفتار ہو تجھے تیرے ساتھیوں سے مِلا دے، (تیری چیز) کھلا گھر ہے جو بڑی منفعتوں والا ہو۔

شقاوت کی (تین) چیزوں میں سے (پہلی چیز) وہ عورت (بیوی) ہے جسے تو دیکھے

تو وہ تجھے رَنجیدہ کرے، تیرے ساتھ زبان دَرازی کرے اَور اگر تو اُس سے غائب ہو تو تُو اُس کے متعلق اَمن سے نہ ہو نہ اُس کی جان پر نہ اَپنے مال پر، (دُوسری چیز) وہ سواری ہے جو سست رفتار ہو اگر تو اُسے مارے تو تجھے تھکا دے اَور اگر تو اُس پر سوار ہو تو تجھے تیرے ساتھیوں سے نہ مِلائے، (تیسری چیز) وہ گھر ہے جو تنگ بھی ہو اَور جس کی منفعتیں بھی قلیل ہوں۔''

چار چیزیں جو اللہ تعالیٰ نے اَپنے دستِ قدرت سے خود بنائی ہیں :

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ خَلَقَ اللّٰہُ اَرْبَعَةَ اَشْیَاءَ بِیَدِہِ الْعَرْشَ وَجَنَّاتِ عَدْنٍ وَآدَمَ وَالْقَلَمَ ، وَاحْتَجَبَ مِنَ الْخَلْقِ بِاَرْبَعَةٍ بِنَارٍ وَّظُلْمَةٍ وَّنُوْرٍ وَّظُلْمَةٍ . (المستدرك علی الصحیحین للحاکم ج ٢ ص ٣١٩ ، قال الحاکم ھٰذا حدیث صحیح الاسناد و اقر علیه الذھبی.

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے چار چیزیں خود اَپنے دستِ قدرت سے بنائی ہیں: (١) عرشِ اِلٰہی (٢) جنتِ عدن (٣) جناب آدم (٤) قلم۔ اَور مخلوق میں سے چار چیزوں سے اللہ تعالیٰ محجوب ہوگئے ہیں: (١۔٢) نار و ظلمت (٣۔٤) نور و ظلمت۔''

تین دِن سے کم میں قرآنِ کریم ختم کرنے سے قرآن کا فہم حاصل نہیں ہوتا :

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمْ یَفْقَهْ مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فِیْ اَقَلَّ مِنْ ثَلٰثٍ. (ترمذی ج٢ ص ١٢٣ ، ابوداوٗد ج١ ص ١٩٧ دارمی ج ص ، مشکوة ص ١٩١)

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے تین دِن سے کم میں قرآن پڑھا (ختم کیا) اُس نے قرآن کو (اچھی طرح) نہیں سمجھا۔''

ف : ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں کہ تین دِن سے کم میں قرآنِ کریم ختم کرنے کی صورت میں تو قرآنِ کریم کے ظاہری معنی بھی سمجھ میں نہیں آسکتے چہ جائیکہ قرآنِ کریم کے حقائق ودقائق کا فہم، اِن کا حال تو یہ ہے کہ قرآن کی ایک چھوٹی سی آیت بلکہ ایک جملہ کے اَسرار ورموز سمجھنے کے لیے بھی بڑی عمریں ناکافی ہیں، نیز حدیثِ پاک میں جو نفی ہے اِس سے مراد فہم کی نفی ہے ثواب کی نفی نہیں یعنی اِس کو ثواب تو بہرحال ملے گا، قرآن کو سمجھ کر پڑھے یا بغیر سمجھے۔ (مرقاۃ ج ۵ ص ۸۱)

علامہ طیبیؒ یہ بھی فرماتے ہیں کہ یہ فہم اَشخاص واَفہام میں تفاوت کے لحاظ سے مختلف ہوتی رہتی ہے بعض لوگوں کی سمجھ بہت تیز اَور پختہ ہوتی ہے وہ کم عرصہ میں بھی قرآنی حقائق ودقائق سمجھ لیتے ہیں جبکہ بعض لوگوں کی سمجھ بہت ہی کم ہوتی ہے جن کے لیے طویل عرصہ بھی کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔

حدیثِ مذکور کے پیشِ نظر اَسلاف میں قرآنِ کریم کے ختم کرنے کی مدت میں اِختلافِ رائے ہوا، ایک جماعت نے تو یہ فرمایا کہ چونکہ حدیث میں آگیا ہے کہ تین دِن سے کم مدت میں قرآنِ کریم ختم کرنے کی صورت میں قرآن فہمی حاصل نہیں ہوتی لہٰذا قرآنِ کریم کو کم اَز کم تین دِن میں ختم کیا جائے اِس سے کم میں ختم کرنا صحیح نہیں۔

اِس جماعت کے برعکس اَسلاف کی دُوسری جماعت کا کہنا ہے کہ اِس حدیث کا تعلق اَکثر اَفراد کے اِعتبار سے ہے کہ اکثر اَفراد کا حال ایسا ہی ہے کہ اُنہیں کم مدت میں قرآنِ کریم ختم کرنے کی صورت میں قرآن فہمی اَور تدبر حاصل نہیں ہوتا، تمام اَفراد کے اِعتبار سے یہ حدیث نہیں ہے کیونکہ بہت سے صحابہ وتابعین اَور اَسلافِ اُمت سے تین دِن سے کم مدت میں قرآنِ کریم ختم کرنا ثابت ہے۔ اُن کے بارے میں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ بزرگ بغیر غور وفکر اَور تدبر کے قرآن پڑھتے تھے اَور اُن کو قرآن کا فہم حاصل نہیں ہوتا تھا۔

یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ اِس حدیثِ پاک کا تعلق اُن حضرات سے ہے جو صاحبِ کرامت نہیں ہیں اُن کے بارے میں کہا جاسکتا ہے کہ اُنہیں تین دِن سے کم مدت میں قرآنِ کریم ختم کرنے میں تدبر

میسر نہیں آسکتا، رہے وہ صحابہ و اَشخاص جو صاحبِ کرامت ہیں اُنہیں کم سے کم مدت میں بھی بہت کچھ تدبر حاصل ہو جاتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اُن کے اَوقات میں برکت عطا فردیتے ہیں اِس لیے یہ حضرات تھوڑی سی مدت میں وہ کام کر لیتے ہیں جو دُوسرے لوگ زیادہ سے زیادہ مدت میں بھی نہیں کر پاتے، ایسی صورت میں اِس حدیثِ پاک کو تین دِن سے کم مدت میں قرآنِ پاک ختم کرنے کے منع ہونے یا مکروہ ہونے کی دلیل نہیں بنایا جا سکتا۔

یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ حدیثِ پاک میں فہم کی نفی کی گئی ہے ثواب کی نہیں اِس سے بھی صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ تین دِن سے کم مدت میں قرآنِ کریم ختم کرنا جائز ہے کیونکہ اَگر ناجائز اَور منع ہوتا تو ثواب کی نفی کردی جاتی۔

یہاں سے اُن لوگوں کا غلطی پر ہونا بھی واضح ہوجاتا ہے جو اُن اَسلافِ اُمت پر زبانِ طعن دَراز اَور اِعتراض کرتے ہیں جن کا معمول تین دِن سے کم مدت میں قرآنِ کریم ختم کرنے کا تھا، اللہ تعالیٰ عقل وشعور عطا فرمائے، اِس سلسلہ میں ناچیز کے ایک رسالے ''نعمان اَور قرآن'' کا مطالعہ اِنشاء اللہ مفید رہے گا۔

حضور علیہ السلام کو اُمت کے بارے میں تین چیزوں کا اَندیشہ :

عَنْ اَبِیْ مَالِکِ الْاَشْعَرِیِّ اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ : لَااَخَافُ عَلٰی اُمَّتِیْ اِلَّا ثَلَاثَ خِلَالٍ، اَنْ یَّکْثُرَ لَھُمْ مِّنَ الْمَالِ فَتَحَاسَدُوْنَ فَیَقْتَتِلُوْا، وَاَنْ یُّفْتَحَ لَھُمُ الْکُتُبُ یَأْخُذُ الْمُؤْمِنُ یَبْتَغِیْ تَأْوِیْلَہٗ ، وَلَیْسَ یَعْلَمُ تَأْوِیْلَہٗ اِلَّا اللّٰہُ وَالرَّاسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِہٖ کُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَایَتَذَکَّرُ اِلَّا اُولُوالْاَلْبَابِ ، وَاَنْ یَّرَوْا ذَا عِلْمِھِمْ فَیُضَیِّعُوْہُ وَلَا یُبَالُوْنَ عَلَیْہِ .

(معجم طبرانی کبیر ج۳ ص۲۹۳ ، مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۲۸)

''حضرت اَبو مالک اَشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُنہوں نے رسولِ اَکرم ﷺ کو سنا آپ فرما رہے تھے کہ مجھے اُمت میں تین باتوں کا خوف آتا ہے :

(اَوّل یہ کہ) اُن میں مال و دولت کی کثرت ہو جائے گی پھر وہ ایک دُوسرے سے حسد کریں گے اَور نوبت قتل و قتال تک پہنچ جائے گی۔ (دوم یہ کہ) اُن کے سامنے کتاب اللہ کھل جائے گی اُس پر اِیمان لانے والا اُس کی تاویل و تفسیر کی جستجو میں لگ جائے گا حالانکہ اِس کی تاویل و تفسیر اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ اَور راسخین فی العلم کہتے ہیں کہ ہم اِس پر اِیمان لے آئے یہ سب ہمارے رب کے پاس سے ہے اَور نصیحت تو عقلمند لوگ ہی حاصل کرتے ہیں۔ (سوم یہ کہ) لوگ اَپنے عالم کو دیکھیں گے پھر اُسے ضائع کر دیں گے اَور اِس کی کوئی پروا نہیں کریں گے۔''

ف : حضور اَکرم ﷺ کو اُمت کے بارے میں جن چیزوں کا اَندیشہ تھا وہ آج آنکھوں سے نظر آرہی ہیں۔ یقینًا مال و دولت کی کثرت ہو گئی ہے اَور اِس کی وجہ سے لوگ حسد و بغض کا شکار ہو رہے ہیں اَور نوبت قتل و قتال تک پہنچی ہوئی ہے۔

کتاب اللہ یعنی قرآنِ کریم کو تختۂ مشق بنا لیا گیا ہے، ہر خواندہ ناخواندہ قرآنِ کریم کی تفہیم و توضیح، اِس کی تفسیر و تاویل اَور اِس کے دَرس و تدریس میں لگا ہوا ہے خواہ اُسے اَلف ب کا بھی علم نہ ہو۔ اُس کے متشابہات میں بحث و تمحیص کو مشغلہ بنا لیا گیا ہے جس سے بیسیوں فتنے جنم لے رہے ہیں اَور لوگ گمراہی کے گڑھے میں گر رہے ہیں۔

رہا علماء کے ساتھ لوگوں کا سلوک و برتاؤ تو وہ بھی عیاں ہے، اُن کا اِستخفاف اَور اُنکی بے قدری محتاجِ بیان نہیں۔

اِستخارہ.......متعلقات و مسائل

﴿ حضرت مولانا مفتی محمود زُبیر صاحب قاسمی، اِنڈیا ﴾

آب وگل کا یہ خمیر جسے اللہ رب العزت نے آدم کی شکل میں تشکیل دیا اَور علم ودانائی، عقل وفراست کی بنا پر مخلوقات میں اَشرف اَور اپنا نائب مقرر کیا جو آج چاند ومریخ پر کمندیں ڈالنے اَور اُسے آدم کا نشیمن بنانے اَور اپنے علم وتحقیق کی بنیاد پر مخلوقات کے حقائق سے واقف ہونے اَور اُن کو اپنے کنٹرول میں کرنے کے لیے کوشاں وسرگرداں ہے، بعض دفعہ معلومات کی وسعت اَور وسائل کی بہتات کے باوجود اُس کو ایسے اُمور، واقعات وحادثات کا سامنا ہوتا ہے جس سے اُسے اپنی علمی کم مائیگی اَور عقل ودانائی کی محدودیت کا اِحساس ہونے لگتا ہے اَور یہ اپنی تمام صلاحیتوں اَور اِستعدادوں کے باوجود دُوسروں کی مدد اَور رہنمائی کا محتاج اَور منتظر ہو جاتا ہے۔ایک ایسے وقت میں جبکہ اِنسان تذبذب کا شکار اَور رہبری کا طلبگار ہوتا ہے اَور کسی چیز کے اِختیار واِنتخاب میں پس وپیش میں پڑ جاتا ہے تو شریعت اُسے واہی تباہی اُمور سے بچاتے ہوئے معقول اَور پسندیدہ امر ''اِسْتِخَارَہْ'' کی رہنمائی کرتی ہے۔

مسند الہند حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی اپنی کتاب ''حُجَّۃُ اللّٰہِ الْبَالِغَۃْ '' میں اِس کی مشروعیت کی حکمت ومصلحت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

> ''زمانہ جاہلیت میں جب کسی کو سفر، نکاح اَور خرید وفروخت جیسے اہم اُمور پیش آتے تو وہ ''استقسام بالازلام'' کرتے۔ یہ عرب میں رائج ایک طریقہ تھا کہ جب کوئی شخص کسی اہم کام کا اِرادہ کرتا اَور مستقبل میں اُس سے متعلق بہتری یا خسارہ کو معلوم کرنا چاہتا تو وہ خانہ کعبہ کے پاس جاتا اُس کے پاس کچھ تیر ہوتے، وہ ذمہ دار اِن تیروں کی مدد سے اُس شخص کو اُس عمل کے کرنے یا نہ کرنے کی تاکید

کرتا۔ اِس طرح کے کچھ اَور طریقے بھی خیر و شر کے معلوم کرنے کے لیے اُن کے درمیان رائج تھے۔ نبی کریم ﷺ نے اِس جاہلانہ رسم سے منع فرمایا کیونکہ اِس کی نہ تو کوئی اَصل تھی اَور نہ کوئی بنیاد بلکہ اِس میں کچھ بھلائی نکل بھی جاتی تو وہ بھی اِتفاق ہوتی تھی اَور چونکہ اِس کے بعد یہ لوگ اِس کو خدائی حکم اَور فیصلہ سمجھ کر عمل کرتے یا ترک کرتے تھے جس میں ایک گونہ اللہ رب العزت پر بہتان بھی تھا تو شریعت نے اِنسان کی فطری ضرورت اَور طبعی میلان وخلجان کو ملحوظ رکھتے ہوئے ربِ کائنات سے رہنمائی اَور اِستفادہ کا ذریعہ اِستخارہ کی شکل میں اُسے عطا کیا۔''

وکان اهل الجاهلية اذا عنت لهم حاجة من سفر او نكاح او بيع استقسموا بالأزلام ، فنهى عنه النبى ﷺ لأنه غير معتمد على اصل، وانما هو محض اتفاق ، ولأنه افتراء على اللّٰه بقولهم : أمرنى ربى ونهانى ربى ، فوضهم من ذالك الاستخارة . (حُجة اللّٰهِ البالغة ۲/۱۹)

اِستخارہ کی حکمت :

اِستخارہ کی حقیقت اَور اُس کی رُوح یہ ہے کہ جب بندہ کسی اَمر میں متحیر اَور متردّد ہوتا ہے اَور کوئی صاف اَور واضح پہلو شرعی اَور عقلی، معاشی اَور دینی طور پر نظر نہیں آتا اَور اُس کا علم رہنمائی سے قاصر اَور عقل بہتر اَور صحیح کے اِنتخاب سے عاجز ہو جاتی ہے تو یہ بندہ اپنی دَرماندگی اَور بے علمی کا اِحساس و اِعتراف کرتے ہوئے اپنے علیمِ کل اَور قادرِ مطلق مالک سے رہنمائی اَور نصرت کا خواستگار ہوتا ہے اَور اپنے معاملہ کو رحیم وکریم ذات کے حوالہ کر دیتا ہے کہ جو آپ کے نزدیک بہتر ہو بس اُسی کا فیصلہ اَور اِنتخاب مجھ بندہ کے لیے کر دیجیے۔

اِستخارہ کی فضیلت :

اِستخارہ کی فضیلت واہمیت اَور بندوں کو اِس کی حاجت وضرورت کے پیشِ نظر حضور اَکرم ﷺ اِستخارہ کی تعلیم اِسی اہتمام سے فرماتے تھے جس اہتمام سے کہ آپ ﷺ اُن کو قرآنِ کریم کی

سورتوں کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یُعَلِّمُنَا الْاِسْتِخَارَۃَ فِی الْاُمُوْرِ کُلِّھَا کَمَا یُعَلِّمُنَا السُّوْرَۃَ مِنَ الْقُرْآنِ ". (بخاری شریف)

''حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں اپنے معاملات میں اِستخارہ اِسی اہتمام سے سکھاتے تھے جس اہتمام سے قرآنِ کریم کی سورتوں کی تعلیم فرماتے تھے۔''

ایک دُوسری حدیث میں حضورِ اَکرم ﷺ کا اِرشاد ہے کہ :

مَاخَابَ مَنِ اسْتَخَارَ وَ لَانَدِمَ مَنِ اسْتَشَارَ . (المُعجم الاوسط)

''اِستخارہ کرنے والا کبھی ناکام ونامراد نہیں ہوتا۔''

کیونکہ اِس نے اپنے معاملہ کو ایسی ذات کے سپرد کیا ہے جو ماں سے زیادہ شفیق ومہربان اَور باپ سے زیادہ مصلحتوں اَور حکمتوں پر نظر رکھنے والا ہے اَور خیر خواہ ہے، اگر ایسی رحیم وکریم ذات سے بھی جس کی جود وسخا اَور شفقت ومحبت کی نہ تو کوئی عدیل ہے اَور نہ مثیل، کوئی اِستفادہ نہ کرے تو اُس کی حرماں نصیبی میں کیا شبہ باقی رہ جاتا ہے۔

جنابِ نبی کریم ﷺ کا اِرشادِ گرامی ہے :

وَمِنْ شَقَاوَۃِ ابْنِ آدَمَ تَرْکُہٗ اسْتِخَارَۃَ اللّٰہِ . (ترمذی : رقم الحدیث ۲۱۵۱)

''آدمی کی بدبختی کے لیے یہ بات کافی ہے کہ وہ اللہ سے اِستخارہ کرنا چھوڑ دے''۔

اِستخارہ کا مسنون طریقہ :

اِستخارہ کا طریقہ جو اَحادیثِ شریفہ میں وارد ہوا ہے، جو سنت کی برکتوں اَور آپ ﷺ کی تعلیمات کی نورانیوں سے معمور ہے، ہدیۂ قارئین کیا جاتا ہے۔ سنن ومستحبات کی رعایت کرتے ہوئے اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نفل اِستخارہ کی نیت سے پڑھے پھر خوب اللہ رب العزت کی تعریف وتحمید کرے، اِس کے بعد اِستخارہ کی یہ دُعا پڑھے :

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ، اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ فَاقْدِرْہُ لِیْ وَیَسِّرْہُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْہِ وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ فَاَصْرِفْہُ عَنِّیْ وَاَصْرِفْنِیْ عَنْہُ وَقَدِّرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِہٖ . (بخاری شریف رقم الحدیث ۱۱۶۲)

''یا اللہ ! میں آپ سے خیر چاہتا ہوں بوجہ آپ کے علم کے اَور قدرت طلب کرتا ہوں آپ سے بوجہ آپ کی قدرت کے اَور مانگتا ہوں میں آپ سے آپ کے بڑے فضل میں سے کیونکہ آپ قادر ہیں اَور میں عاجز ہوں اَور آپ عالم ہیں اَور میں جاہل ہوں اَور آپ علام الغیوب ہیں۔ یا اللہ ! اگر آپ کے علم میں یہ کام بہتر ہے میرے لیے دین میں اَور میری معاش میں اَور میرے اَنجامِ کار میں تو تجویز کر دیجیے اَور آسان کر دیجیے اِس کو میرے لیے پھر برکت دیجیے میرے لیے اِس میں۔ اَور اگر آپ کے علم میں ہو کہ یہ کام برا ہے میرے لیے میرے دین میں اَور معاش اَور میرے اَنجامِ کار میں تو ہٹا دیجیے اِس کو مجھ سے اَور ہٹا دیجیے مجھ کو اِس سے اَور نصیب کر دیجیے مجھ کو بھلائی جہاں کہیں بھی ہو پھر راضی رکھیے مجھ کو اُس پر۔''

جب '' ھٰذَا الْاَمْرَ '' پر پہنچے تو جس کام کے لیے اِستخارہ کر رہا ہے اُس کا خیال کرے۔

فقہاء و محدثین فرماتے ہیں کہ اِستخارہ کی دُعا پوری کرنے کے بعد قبلہ رُخ ہو کر باوضو سو جائے (شامی ۱/۳۷۱) علامہ نوویؒ اَور اِمام غزالیؒ نے پہلی رکعت میں سورۃ الکافرون اَور دُوسری رکعت میں سورۃ الاخلاص پڑھنے کی بات بھی کہی ہے۔ (عمدۃ القاری ۳/۲۲۵)

ملا علی قاریؒ نے اِس کے علاوہ پہلی رکعت میں ﴿ وَرَبُّکَ یَخْلُقُ مَایَشَآءُ وَیَخْتَارُ ﴾ (سُورۃ القصص ۸) اَور دُوسری رکعت میں ﴿ مَاکَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَۃٍ ﴾ (سُورۃ الاحزاب ۳۶)

پڑھنے کا معمول بھی نقل کیا ہے۔(مرقاۃ المفاتیح ۳/۲۰۶)

اگر کسی شخص کو کوئی کام اَچانک پیش آجائے اَور اُسے اِتنی مہلت نہ ہو کہ وہ مذکورہ بالا طریقہ پر اِستخارہ کر سکے تو وہ صرف دُعاء پر بھی اِکتفا کر سکتا ہے۔(اِصلاحی خطبات ۱۰/ ۱۳۹)

اِستخارہ کا نتیجہ :

یہ ایک اہم مسئلہ ہے، اِس سلسلہ میں لوگ عموماً پریشانی اَور اُلجھن کا شکار رہتے ہیں کہ اِستخارہ تو کرلیا گیا لیکن اِن پہلوؤں میں سے کس پہلو کا اِنتخاب ہمارے حق میں نافع اَور کامیابی کا ضامن ہوگا، اِس کو کیسے پہچانا اَور جانا جائے اَور کن علامات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اِنتخاب اَور عمل درآمد کیا جائے ؟ اِس سلسلہ میں دو طرح کی رائے ملتی ہیں :

(۱) ایک یہ ہے کہ نفس اِستخارہ کافی ہے اَور اِسی پر اعتماد کرتے ہوئے آدمی جس کسی پہلو کو اِختیار کرے گا اِنشاء اللہ خیر اُسی میں ہوگی کیونکہ اِستخارہ ایک دُعاء ہے، بندہ اپنے پروردگار سے اِستخارہ کے ذریعہ دَرخواست کرتا ہے کہ اللہ اِس کے حق میں خیر اَور بھلائی کو مقدر فرمائے تو ضرور اللہ اُس کے حق میں بہتری اَور اُس کے حال کے مناسب اَمر کو اُس کے لیے منتخب اَور سہل فرما دیتے ہیں۔

(۲) دُوسری بات یہ ہے کہ اِستخارہ کرنے کے بعد دل کا میلان اَور رُجحان جس پہلو پر ہو اُسی کو اِختیار کرنا چاہیے، اِس رائے کی تائید ایک ضعیف حدیث سے بھی ہوتی ہے جس کو اِبن السنیؒ نے حضرت اَنسؓ سے روایت کیا ہے :

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا ھَمَمْتَ فَاسْتَخِرَّ رَبَّکَ سَبْعًا ثُمَّ انْظُرْ اِلَی الَّذِیْ یَسْبِقُ اِلٰی قَلْبِکَ فَاِنَّ الْخَیْرَ فِیْہِ .(معارف السُنن)

''حضرت اَنس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ جب تم کسی کام کا اِرادہ کرو تو اپنے سے سات دفعہ اِستخارہ کرلو پھر جس چیز کی طرف تمہارا ذہن متوجہ ہو اُسی کی طرف توجہ کرلو کیونکہ خیر اِسی میں ہے۔''

علماء کی ایک بڑی تعداد کا رُجحان بھی اِسی رائے کی طرف معلوم ہوتا ہے اَور اُنہوں نے اِس رائے کو اِختیار کیا ہے۔ (دیکھیے عمدۃ القاری ۴/ ۲۲۵، مرقاۃ المفاتیح ۳/ ۲۰۶، بذل المجھود ۲/ ۳۶۶، معارف السنن ۴/ ۲۷۸، بحرالرائق ۲/ ۵۲، شامی ۱/ ۴۶۱، اعلاء السنن ۷/ ۴۲، معارف الحدیث ۳/ ۳۶۵)

اِستخارہ میں خواب دیکھنا ضروری نہیں، اگر کسی کو خواب آجائے تو یہ اُس کے قلبی رُجحان کے لیے مددگار ثابت ہوگا چنانچہ مشائخ اِس سلسلہ میں کہتے ہیں کہ اگر کوئی خواب میں سفید یا سبز رنگ کی چیز دیکھ لے تو اِس کا مطلب یہ ہوگا کہ اِس معاملہ میں خیر ہے اَور اگر کالا یا سرخ رنگ دیکھ لے تو اِس کے لیے مناسب یہ ہے کہ اِس کام سے اِجتناب اَور پرہیز کرے۔ (معارف السنن ۴/ ۲۷۸)

اِستخارہ کن اُمور میں کیا جائے ؟

اِستخارہ ایسے معاملوں میں کیا جائے گا جس کے مفید اَور درست پہلو سے اِنسان واقف نہ ہو، اگر وہ معاملہ ایسا ہو جس کی بھلائی سے اِنسان واقف ہو جیسے عبادت اَور دیگر اَحکامِ شرعیہ یا پھر اُس کی برائی اُس پر واضح ہو مثلاً گناہ کے کام اَور منکرات تو اِن اُمور میں اِستخارہ کی حاجت ہے ہی نہیں کیونکہ صحیح یا غلط تو واضح اَور ظاہر ہے، اِستخارہ جائز اَور مباح چیزوں میں کیا جائے گا نیز ایسے واجبات میں بھی کیا جا سکتا ہے جس میں وقت اَور کیفیت کی کوئی قید نہ ہو، تو اُن کے وقت اَور کیفیت کے سلسلہ میں اِستخارہ کیا جا سکتا ہے۔ (حاشیہ الطحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۳۹۸)

دُوسری بات یہ ہے کہ ہر جائز اَور مباح کام میں بھی اِستخارہ نہیں کیا جائے گا بلکہ ایسے اُمور میں اِستخارہ کیا جائے گا جو کبھی کبھار پیش آتے ہیں اَور جس کے لیے اہتمام بھی کیا جاتا ہو جیسے سفر، نکاح وغیرہ لیکن ایسے اُمور کا جو ہمیشہ لاحق رہتے ہوں اَور اُن کے لیے کوئی اہتمام بھی نہ کیا جاتا ہو مثلاً عادۃً کھانے اَور پینے کی چیزیں تو اِن اُمور میں اِستخارہ نہیں کیا جائے گا۔ المراد بالأمر ما یعتنی بشانہ ویندر وجودہ . (بذل المجھود شرح ابی داؤد ۲/۳۶۶)۔

نمازِ اِستخارہ کن اَوقات میں پڑھی جائے ؟

اَحادیثِ شریفہ میں نمازِ اِستخارہ کے لیے کوئی خاص وقت وارد نہیں ہوا لہٰذا نمازِ استخارہ اُن

اَوقات کے علاوہ جن میں نماز پڑھنا مکروہ ہے کسی بھی وقت اَدا کی جا سکتی ہے ۔ (مرقاۃ المفاتیح ۳/ ۲۰۶، عمدۃ القاری ۴/۲۲۴) اَلبتہ علامہ اِبن عابدین شامیؒ نے شرح الشریعہ کے حوالے سے مشائخ سے سنی ہوئی یہ بات نقل کی ہے کہ اِس کے پڑھنے کے بعد باوضو سو جائے ، اِس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ نمازِ اِستخارہ سونے سے قبل اَدا کرنا مجرب اَور نافع ہے۔ وفی شرح الشریعه المسموع من المشائخ ان ینام علی طهارة مستقبل القبلة بعد قراء ة الدعاء المذکور . (شامی ۱/۳۴۱، معارف السنن ۳/۲۷۸)

اِستخارہ میں تکرار :

اگر کسی کو ایک دفعہ اِستخارہ کرنے سے کسی ایک پہلو پر دِلی رُجحان حاصل نہ ہو تو ایسا شخص رُجحان حاصل ہونے تک اِستخارہ کرتا رہے، چنانچہ علامہ عینیؒ نے اِمام نوویؒ کی کتابُ الاذکار سے اُن کا یہ قول نقل کیا ہے کہ اِنسان تین دفعہ اِستخارہ کرے کیونکہ حضور ﷺ سے تین دفعہ دُعائیں کرنا ثابت ہے۔(عمدۃ القاری ۳/ ۲۲۵)

بعض حضراتِ علماء نے حضرت اَنس سے مروی روایت کی بناء پر سات دفعہ اِستخارہ کرنے کو پسند کیا ہے وینبغی ان یکررها سبعًا لما روی ابن السنیؒ عن انسؓ .(بذل المجهود ۲/۳۴۴)

لہٰذا اگر کسی کو دِلی میلان حاصل نہ ہو تو وہ تین دفعہ اِستخارہ کرے، اگر پھر بھی دلی میلان حاصل نہ ہو تو سات دفعہ کرلے اَور سات دفعہ کرنا بہتر ہے کیونکہ سات میں تین داخل ہے لیکن اگر کوئی تین ہی دفعہ کرے تو اُس کو سات تو نہیں مل سکتا، لہٰذا ایسے اَنداز پر عمل کرنا جس میں دونوں صورتیں مل جائیں اَور دونوں طرح کی آراء پر عمل ہوجائے زیادہ مناسب ہے بلکہ بہتر یہ ہے کہ اگر اُس کام میں تاخیر کی گنجائش ہو تو جب تک دِل کا جھکاؤ کسی ایک پہلو پر نہ ہوجائے ، اِستخارہ کرتا رہے۔(عمدۃ القاری ۴/ ۲۲۵)

نتیجۂ اِستخارہ کا شرعی حکم :

اِستخارہ کرنے کے بعد جو نتیجہ حاصل ہوتا ہے اُس پر عمل کرنا نہ تو واجب ہے اَور نہ ہی سنت، لیکن اگر کسی ایک جانب پورا رُجحان ہو جائے اَور اُس میں اپنی ذاتی خواہش کا کوئی دخل نہ ہو تو اِس

صورت میں اُس چیز کو اِختیار کرلے کیونکہ اللہ نے ہمارے حق میں جو چیز متعین و مقدر کی ہوگی وہ ہمارے حق میں ضرور بہتر ہوگی۔ (دیکھیے اِمداد الفتاوٰی ۱/ ۵۹۹،۶۰۱)

کسی شخص کا دُوسرے کے لیے اِستخارہ کرنا :

بندہ اپنی ناقص تلاش و جستجو کے بعد لکھتا ہے کہ اَحادیث میں کسی اَور سے اِستخارہ کروانے کا کہیں ذکر نہیں ملتا، اِس سلسلہ میں بندہ نے جن اَکابر علماء سے رُجوع کیا اُن حضرات نے بھی کسی کتاب میں اِس مسئلہ کے موجود ہونے سے متعلق اپنی لاعلمی کا اِظہار فرمایا۔ اَلبتہ بعض حضراتِ علماء کا خیال یہ ہے کہ اِس کی اِجازت ہونی چاہیے، دلیل یہ ہے کہ اِستخارہ میں بندہ اللہ رب العزت سے خیر اَور بھلائی کا خواستگار ہوتا ہے جو کہ ایک دُعا ہے اَور دُعاء کی درخواست کسی سے بھی کی جاسکتی ہے جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا۔

دَرحقیقت اِستخارہ طلبِ خیر ہی کا نام ہے اَور دُعا جس طرح خود کرسکتا ہے اِسی طرح دُوسروں سے بھی کرواسکتا ہے لیکن جب ہم اِستخارہ سے متعلق اَحادیث پر نظر ڈالتے ہیں تو آپ ﷺ خود اِستخارہ کے ضرورت مند کو اِس بات کا حکم فرمارہے ہیں کہ وہ اِستخارہ کرے چنانچہ حضرت اَبو اَیوب اَنصاری رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ نے بذاتِ خود اِستخارہ کرنے کی بات کہی ہے (مسند اَحمد ۲۲۴۹۱)، نیز حضراتِ صحابہؓ میں سے کسی نے حضور ﷺ سے یہ کہا ہو کہ آپ ہمارے لیے اِستخارہ فرمادیں، اِس کا بھی بندہ کو کوئی ثبوت نہیں مل سکا اَور نہ فقہاء نے ہی اِس طرح کی بات کی کہ کوئی غیر کسی کے لیے اِستخارہ کررہا ہو تو اُس وقت وہ متکلم کے صیغوں کی جگہ کیا کہے۔

اِس سے کم اَز کم یہ معلوم ہوتا ہے کہ اِسْتِخَارَۃُ عَنِ الْغَیْرِ (کسی دُوسرے کا اِستخارہ کرنے) کا اَسلاف میں کوئی وجود نہ تھا یا یہ کہ وہ کسی نہ کسی اعتبار سے معاملہ سے متعلق ہوتے تھے، اِس صورت میں دَرحقیقت یہ اِسْتِخَارَۃُ عَنِ الْغَیْرِ (کسی دُوسرے کا اِستخارہ کرنا) نہیں بلکہ اِسْتِخَارَۃُ عَنِ النَّفْسِ (خود ضرورت مند کا اِستخارہ) ہوجائے گا، لہٰذا بعض حضراتِ علماء نے یہ نقطۂ نظر بھی بیان کیا ہے کہ اِسْتِخَارَۃُ عَنِ الْغَیْرِ دَرحقیقت اِسْتِخَارَۃُ عَنِ النَّفْسِ ہے کیونکہ وہ شخص اِس معاملہ کو کسی اعتبار سے

اپنے سے جوڑ کر ہی اِستخارہ کرتا ہے۔ لٰہذا وہ اُسی کی ذات کے لیے اِستخارہ ہوا مثلاً والدین جب اپنی اَولاد کی شادی کے سلسلہ میں اِستخارہ کریں گے تو اُن کے ذہن میں یہ ہوتا ہے کہ مدِ مقابل ہماری اَولاد کے لیے مناسب ہوگا کہ نہیں ؟ ہمیں اِس معاملہ میں کیا رویہ اِختیار کرنا چاہیے، اِس کو قبول کرنا ہمارے حق میں بہتر ہوگا یا رَد کرنا، اِس معاملہ میں خود اُن کی ذات تردّد کا شکار ہے اَور اِستخارہ تردّد کے لیے ہے دُوسرے نقطۂ نظر کے اعتبار سے اِستخارہ کرنے والا کسی نہ کسی درجہ میں بذاتِ خود اِس معاملہ سے متعلق اَور اُس میں متردد ہو، ایسا نہ ہو کہ کسی ایسے شخص سے جس کا اِس معاملہ سے کوئی تعلق ہی نہ ہو، اِستخارہ کروائے۔

موجودہ حالات کے تناظر میں اِس سلسلہ میں ایک مسئلہ بہت اہمیت کا حامل ہوگیا ہے، وہ یہ ہے کہ لوگ فون یا دیگر مواصلاتی ذرائع سے کسی بزرگ یا مذہبی شخصیت سے اپنے کام کے متعلق اِستخارہ کی درخواست کرتے ہیں اَور وہ بزرگ یا صاحب اُس مسئلہ اَور کام کو سننے کے فوراً بعد ہی اپنا جواب مرحمت فرمادیتے ہیں جیسا کہ Q-TV پاکستان میں یہ طریقہ رائج ہے، اِس کی دو کیفیتیں ہوسکتی ہیں :

(۱) ایک تو یہ کہ بغیر کسی طلبِ خیر کی دُعا اَور توجہ اِلی اللہ فوراً ہی جواب دے دیا جائے تو اِس صورت کو اِستخارہ نہیں کہا جائیگا کیونکہ اِستخارہ اللہ سے اپنے حق میں بھلائی اَور خیر کے مقدر کرنے کو مانگنے کا نام ہے اَور یہاں اللہ سے مانگنا پایا ہی نہیں گیا تو اِس کو اِستخارہ کیسے کہا جائے گا۔ بلکہ اگر کوئی شخص اِس عمل کے بعد یہ عقیدہ اَور اِعتقاد رکھے کہ میرے معاملہ میں اِنتخاب اَور فیصلہ اللہ نے کیا ہے تو یہ اِفتراء علی اللہ (اللہ پر بہتان باندھنا) ہونے کی وجہ سے ناجائز اَور حرام ہوگا چنانچہ زمانۂ جاہلیت میں اہلِ عرب اللہ رب العزت سے خیر اَور بھلائی مانگے بغیر اپنے آباؤ اَجداد کے متعین کردہ خیر وشر کے چند معیارات کی بنیاد پر اِس معاملہ کو فیصلہ کرلیتے اَور اِس کو اللہ کی طرف منسوب کردیتے کہ مجھے میرے رب نے یہ کرنے یا نہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ (حجۃ اللہ البالغہ ۲/۱۹)

(۲) دُوسری کیفیت یہ ہوسکتی ہے کہ جواب تو فوراً ہی دیا جاتا ہو لیکن سائل کو کسی ایک متعینہ صورت کے منتخب کرنے کے متعلق جواب دینے سے قبل اللہ سے خیر اَور بھلائی کی دُعا مانگ لی جاتی ہو

یہ صورت پہلی صورت کے مقابلہ میں کسی حد تک دُرست تو ہے لیکن اِس میں دو طرح کی خرابیاں ہیں :

(i) ایک تو یہ کہ آپ کے دِل کا نفسانی دباؤ سے بچتے ہوئے کسی ایک طرف مائل ہونا جواب دینے کے لیے ضروری ہے۔ اَور ایسا ہر دفعہ اَور ہر سوال کے جواب میں ہونا ضروری نہیں ہے ورنہ تین دفعہ اَور سات دفعہ اِستخارہ کی بات کیوں آتی جبکہ کوئی بھی معاملہ اِستخارہ کے بعد ایک ہی لمحہ میں حل ہوجاتا ؟

(ii) دُوسری بات یہ ہے کہ یہ حضور ﷺ کی تعلیمات اَور آپ ﷺ سے منقول اِستخارہ کے طریقہ کے مطابق نہیں ہے۔ اِس رواج کے عام ہونے کی وجہ سے ایک خرابی یہ بھی پیدا ہوگئی ہے کہ لوگ بذاتِ خود اِستخارہ کرنے کے بجائے دُوسروں سے اِستخارہ کروانے کو ہی شرعی طریقہ سمجھنے لگے ہیں جبکہ حضور ﷺ کی تعلیمات اَور صحابہ رضی اللہ عنہم کا معمول خود ضرورت مند شخص کے اِستخارہ کا تھا۔

بہرحال مناسب اَور مسنون عمل یہ ہے کہ اِنسان خود اِستخارہ کرے، اگر کوئی معاملہ بہت اہم ہو اَور کسی پہلو پر میلان بھی نہ ہو رہا ہو یا نفسانی خواہشات کا غلبہ ہو تو پھر ایسے لوگوں سے جو اِس معاملہ سے کسی نہ کسی حد تک متعلق ہوں اَور اُن کی بزرگی و شرافت بھی مسلّم ہو، اِستخارہ کروایا جا سکتا ہے اَور اِن حضرات کو بھی چاہیے کہ اِستخارہ اُس طریقہ پر کریں جس کی آپ ﷺ نے اُمت کو تعلیم دی ہے۔

بقیہ : اَنفاسِ قدسیہ

فائدہ : حضرتؒ نے کبھی ہاتھ میں گھڑی نہیں باندھی بلکہ آپ جیبی گھڑی رکھتے تھے۔ یہ چیز حضرتؒ کے کمالِ دین پر دلالت کرتی ہے لیکن موجودہ زمانے میں گھڑی ایک ضرورت کی چیز ہے تاہم ضرورت داہنے ہاتھ میں باندھنے سے پوری ہوجاتی ہے لیکن اَفسوس یہ ہے کہ دیندار لوگ بھی رسم اَور معاشرت کے ساتھ ہیں اَور اِس کا خیال نہیں کرتے ہیں۔ (جاری ہے)

تقریظ و تنقید

﴿ حضرت مولانا نعیم الدین صاحب، اُستاذ الحدیث جامعہ مدنیہ لاہور ﴾

✡✡✡

نام کتاب : خطبات و مواعظِ جمعہ

تالیف : مولانا حافظ مشتاق اَحمد عباسی

صفحات ۷۱۰

سائز : ۲۰x۳۰/۸

ناشر : اِدارہ صدیقیہ گارڈن ویسٹ کراچی

قیمت : ۳۰۰

پیشِ نظر کتاب ''خطبات و مواعظِ جمعہ'' میں سال کے بارہ مہینوں کے خطبات اُردو زبان میں جمع کیے گئے ہیں، زبان و بیان آسان ہے، ائمہ وخطباء اَور واعظین و مقررین کے لیے یہ کتاب ایک کار آمد چیز ہے، کافی عرصہ سے یہ کتاب شائع ہو رہی ہے ہمیں تبصرہ کے لیے پانچواں اَیڈیشن اِرسال کیا گیا ہے، کاغذ اَور طباعت نہایت ہی معمولی ہے۔

✡

نام کتاب : مقصدِ بعثت اَور رسوماتِ میلاد

تالیف : عبدالرحمٰن خان اَنس

صفحات : ۸۴

سائز : ۲۳x۳۶/۱۶

ناشر : حق چار یار اَکیڈمی، مدرسہ حیات النبی گجرات

قیمت : درج نہیں

زیرِ نظر رسالہ ''مقصدِ بعثت اَور رسوماتِ میلاد'' حضرت مولانا عبدالحق خان بشیر صاحب زید مجدہم کے صاحبزادے عبدالرحمن اَنس کا مرتب کردہ ہے، اِس میں اُنہوں نے بہت سے سوالات اَور اُن کے جوابات کو جمع کیا ہے اَور ترتیب کے لحاظ سے رسالہ کو آٹھ فصلوں پر منقسم کیا ہے جو درجِ ذیل ہیں :

(۱) مقصدِ تخلیقِ کائنات (۲) مقامِ بشریت (۳) خلافتِ اِلٰہیہ (۴) حقیقتِ نبوت

(۵) بشریت و عصمتِ اَنبیاء (۶) وِلادتِ نبوی (۷) بشریت و عصمتِ مصطفٰی

(۸) مقصدِ بعثت اَور رسوماتِ میلاد۔

آخر میں اَحمد رضا خان صاحب بریلوی کا رسالہ ''نطق الہلال'' اَور ایک متفقہ فتوی ''تعزیہ حرام ہے'' بھی دَرج کیا گیا ہے۔

نام کتاب : مآثر و مکاتیب حضرت مولانا عبدالمعبود مدظلہٗ

تالیف : حافظ محمد طیب حقانی

صفحات ۳۵۲

سائز : ۲۳x۳۶/۱۶

ناشر : اَلقاسم اَکیڈمی، جامعہ اَبو ہریرہ خالق آباد نوشہرہ

قیمت : درج نہیں

پیشِ نظر کتاب ''مآثر و مکاتیب'' حضرت مولانا عبدالمعبود صاحب مدظلہم کے علمی و تحقیقی مقالات و مضامین پر مشتمل ہے جو مختلف رسائل و جرائد میں شائع ہوتے رہے ہیں، اِن مضامین و مقالات کو مولانا عبدالقیوم صاحب حقانی زید مجدہم کے صاحبزادے حافظ محمد طیب صاحب حقانی نے سلیقہ کے ساتھ جمع کیا ہے، اِن مقالات و مضامین میں بہت سی نادِر و دِلچسپ معلومات آگئی ہیں اِس حوالے سے کتاب لائق مطالعہ ہے۔

نام کتاب : ششماہی علوم اِسلامیہ

اَیڈیٹر : پروفیسر ڈاکٹر صلاح الدین ثانی

صفحات : ۶۰۸

سائز : ۲۳x۳۶/۱۶

ناشر : شعبہ عربی، وفاقی اُردو یونیورسٹی کراچی

ششماہی رسالہ ''علومِ اِسلامیہ'' ہر چھ ماہ بعد اُردو، عربی، سندھی اَور اَنگریزی زبانوں پر مشتمل مضامین کے ساتھ شائع ہوتا ہے اِس وقت علومِ اِسلامیہ کی جلد نمبر ۷ ا کا شمارہ نمبر ۱۳۔۱۴ ہمارے پیشِ نظر ہے، یہ شمارہ مقاصدِ بعثتِ نبوی ﷺ کے عنوان سے خاص نمبر کے طور پر شائع کیا گیا ہے، اِس نمبر میں اُردو کے ساتھ ساتھ عربی، سندھی اَور اَنگریزی میں بھی بعض مضامین دیے گئے ہیں۔

نام کتاب : ذکرِ جلیلؒ

مرتب : مولانا وکیل اَحمد شیروانی

صفحات : ۱۱۶

سائز : ۲۳x۳۶/۱۶

ناشر : مجلس صیانۃ المسلمین لاہور

'' ذکرِ جلیلؒ '' میں حکیم الامت حضرت مولانا اَشرف علی صاحب تھانویؒ کے خلیفۂ اَرشد حضرت مولانا حافظ جلیل اَحمد خان صاحب شیروانیؒ کے حالاتِ زندگی اَور خدماتِ جلیلہ کو ذکر کیا گیا ہے، صاحبِ سوانح مجلس صیانۃ المسلمین کے بانی، خانقاہِ اَشرفیہ تھانہ بھون کے فاضل اَور حضرت تھانویؒ کے خلیفہ تھے، کتاب کے آخر میں صاحبِ سوانح کے اِصلاحی مکاتیب اَور بعض فتاوی بھی دَرج کیے گئے ہیں جن سے کتاب کی اِفادیت دوچند ہوگئی ہے۔

نام کتاب : والد کا پیغام اَولاد کے نام

تصنیف : مولانا عبدالقیوم حقانی

صفحات : ۲۵۲

سائز : ۲۳x۳۶/۱۶

ناشر : اَلقاسم اَکیڈمی، جامعہ اَبو ہریرہؓ خالق آباد نوشہرہ

قیمت : درج نہیں

''والد کا پیغام اَولاد کے نام'' مولانا عبدالقیوم صاحب زیدمجدہم کی تازہ ترین تصنیف ہے اِس میں آپ نے والدین اَور اَولاد کے لیے تعلیم و تربیت اَور حقوق و فرائض کے حوالے سے اِسلامی تعلیمات ذکر کی ہیں، اَندازِ بیان عمدہ و سلیس ہے۔

بقیہ : قرآنِ مجید کی عظمت وحفاظت

کیا آپ دُنیا کی کوئی ایسی کتاب بتلا سکتے ہیں جس سے تھوڑے عرصہ میں ایسی ہستیاں پیدا ہوئی ہوں جن کا ایک ایک وصف بے مثال ہو مثلاً صدیقؓ کی صداقت، فاروق اعظمؓ کا عدل و سیاست، خالد بن ولیدؓ کی فوجی قیادت، عمرو بن عاصؓ کا تدبر، پھر اِن سب اُمور میں خدا سے تعلق، شاہی میں دَرویشی کا رنگ، یہ سب کچھ قرآن کی تعلیم اَور حضور علیہ السلام کی صحبت کا نتیجہ تھا۔ یہ عظیم اَور بے مثال کارنامہ جو عرب میں اَور بعد اَزاں چار دَانگِ عالم میں پھیل گیا، کیا یہ قرآن کی عظمت کے لیے حجت ِقاطعہ نہیں ؟

(جاری ہے)

اَخبارالجامعہ

﴿ جامعہ مدنیہ جدید محمد آباد رائیونڈ روڈ لاہور ﴾

یکم مارچ کو بعد نمازِ عشاء شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب قاری نذیر اَحمد صاحب کی دعوت پر جمعیت علماء اِسلام کے ضلعی اِجلاس میں شرکت کے لیے اِقبال ٹاؤن تشریف لے گئے جہاں آپ نے موجود علماء اَور طلباء میں ''اِسلام اَور سیاست'' کے موضوع پر تفصیلی بیان فرمایا۔

۹/ مارچ کو بعد نمازِ عشاء شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب شبانِ ختم نبوت کی دعوت پر ختم نبوت کورس کے اِختتام کے موقع پر دُعائیہ تقریب میں مغلپورہ تشریف لے گئے۔

۱۸/ مارچ کو بعد نمازِ عصر شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب جامعہ مدنیہ جدید کے اُستاذ الحدیث حضرت مولانا محمد حسن صاحب مدظلہم اَور اُن کے بھائی مولانا خلیل صاحب مدظلہم کی دعوت پر اُن کے گاؤں رسول پورہ کی مسجد کا سنگِ بنیاد رکھنے کے لیے تشریف لے گئے جہاں آپ نے سنگِ بنیاد کے طور پر ایک اینٹ رکھ کر مسجد کی تعمیر و ترقی کے لیے دُعا کرائی۔

۱۹/ مارچ کو بعد نمازِ مغرب شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب فاضل جامعہ مدنیہ مفتی مختار صاحب کی دعوت پر نمرہ مسجد مزنگ روڈ تشریف لے گئے۔

۲۰/ مارچ کو بعد نمازِ مغرب جامعہ مدنیہ جدید کے فاضل مولانا خالد محمود صاحب کی خواہش پر مانگا بائی پاس تشریف لے گئے۔

۲۲/ مارچ کو بعد نمازِ عشاء شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب حضرت مولانا محبّ النبی صاحب مدظلہم اَور قاری نذیر اَحمد صاحب کی دعوت پر جمعیۃ علماء اِسلام کے ضلعی اِجلاس میں شرکت کے لیے اِچھرہ تشریف لے گئے جہاں آپ نے اِسلام میں سیاست کی اہمیت اَور اِسلامی سیاست کے بنیادی مقاصد پر زور دیا۔

۲۳؍ مارچ کو پارلیمانی لیڈر خیبر پختونخواہ حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب مدظلہم شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب کی رہائشگاہ پر تشریف لائے، ملاقات کے دَوران مُلکی اَور غیر ملکی حالات پر تبصرہ ہوتا رہا، بعد اَزاں جامعہ جدید کی مسجد حامد میں بیان فرمایا۔

۲۳؍ مارچ کو بعد نمازِ ظہر شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب حضرت مولانا محبّ النبی صاحب مدظلہم کی دعوت پر جلسے میں شرکت کے لیے دارُ العلوم مدنیہ ملتان روڈ تشریف لے گئے جہاں آپ نے جلسے کی اِختتامی دُعا کرائی۔

۲۴؍ مارچ کو بعد نمازِ عشاء شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب شبانِ ختمِ نبوت کی دعوت پر غنی مسجد سنت نگر تشریف لے گئے جہاں آپ نے ختمِ نبوت کورس میں شریک اَفراد میں اَسناد تقسیم کیں۔

وفیات

گزشتہ ماہ کراچی میں بھائی عارف صاحب کے داماد سیّد محبت علی صاحب طویل علالت کے بعد وفات پاگئے۔

یکم مارچ کو چوبرجی کے نوید نصیر صاحب کے داداجان طویل علالت کے بعد وفات پاگئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

اللہ تعالیٰ جملہ مرحومین کی مغفرت فرماکر جنت الفردوس میں اَعلیٰ مقام نصیب فرمائے اَور لواحقین کو صبرِ جمیل کی توفیق نصیب ہو۔ جامعہ مدنیہ جدید اَور خانقاہِ حامدیہ میں جملہ مرحومین کے لیے اِیصالِ ثواب اَور دُعائے مغفرت کرائی گئی اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین۔

جامعہ مدنیہ جدید و مسجد حامدؒ

کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجیے

بانیٔ جامعہ حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ نے جامعہ مدنیہ کی وسیع پیمانے پر ترقی کے لیے محمد آباد موضع پاجیاں (رائیونڈ روڈ لاہور نزد چوک تبلیغی جلسہ گاہ) پر برلب ِسڑک جامعہ اور خانقاہ کے لیے تقریباً چوبیس ایکڑ رقبہ ۱۹۸۱ء میں خرید کیا تھا۔ جہاں الحمد للہ تعلیم اور تعمیر دونوں کام بڑے پیمانہ پر جاری ہیں۔ جامعہ اَور مسجد کی تکمیل محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اُس کی طرف سے توفیق عطاء کیے گئے اہلِ خیر حضرات کی دُعاؤں اور تعاون سے ہوگی۔ اِس مبارک کام میں آپ خود بھی خرچ کیجیے اَور اپنے عزیز و اَقارب کو بھی ترغیب دیجیے۔ ایک اَندازے کے مطابق مسجد میں ایک نمازی کی جگہ پر دس ہزار روپے لاگت آئے گی، حسبِ استطاعت زیادہ سے زیادہ نمازیوں کی جگہ بنوا کر صدقۂ جاریہ کا سامان فرمائیں۔

منجانب

سیّد محمود میاں مہتمم جامعہ مدنیہ جدید و اَراکین اَور خدام خانقاہِ حامدیہ

خطوط، عطیات اور چیک بھیجنے کے پتے

1۔ سیّد محمود میاں ''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلومیٹر رائیونڈ روڈ لاہور

فون نمبر : 35330310 - 42 - 92+ فیکس نمبر 35330311 - 42 - 92+

2۔ سیّد محمود میاں ''بیت الحمد'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

فون نمبر : 37726702 - 42 - 92+ فیکس نمبر 37703662 - 42 - 92+

موبائل نمبر 4249301 - 333 - 92+

جامعہ مدنیہ جدید کا اَکاؤنٹ نمبر (0-7915-100-020-0954)MCB کریم پارک برانچ لاہور

مسجد حامد کا اَکاؤنٹ نمبر (1-1046-100-040-0954)MCB کریم پارک برانچ لاہور